لجنہ اماء اللہ کینیڈا

النساء

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ

تم نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم اُن چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو

ستمبر تا دسمبر 2019ء

جلد# 31۔ شمارہ نمبر 3

اے میرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو

وہ اگر پھیلائیں بد بُو تُم بنو مُشکِ تتار

نفس کو مارو کہ اُس جیسا کوئی دشمن نہیں

چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دِمار

جِس نے نفسِ دُوں کو ہمّت کر کے زیرِ پا کیا

چیز کیا ہیں اُس کے آگے رُستم و اسفندیار

(دُرِّ ثمین)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

النساء

لجنہ اماء اللہ کینیڈا

مذہبی، علمی و ادبی مجلّہ

جلد# 31۔ ستمبر تا دسمبر 2019ء۔ شمارہ نمبر 3

نگرانِ اعلیٰ

مکرم و محترم ملک لال خان صاحب

امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

زیرِ نگرانی

مکرمہ و محترمہ امتہ السلام ملک صاحبہ

صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا

نیشنل سیکرٹری اشاعت

کشور چوہدری صاحبہ

مدیرہ اُردو

فرزانہ سنوری صاحبہ

پروف ریڈرز

امتہ الرفیق ظفر صاحبہ، طاہرہ نسیم صاحبہ، عنبرین منظور صاحبہ

اُردو کمپوزنگ اور تزئین و زیبائش

ناصرہ نسیم صاحبہ، تحمیدہ ولی صاحبہ، صبیحہ حنا صاحبہ،
شائستہ نورین صاحبہ، حبیبہ احمد صاحبہ

پبلشر

جیمنک گرافکس

عنوانات

کلامِ الٰہی، کلامِ رسول ﷺ، کلامِ امام الزماں علیہ السلام	1
اداریہ	2
خطبہ جمعہ	3
نظم۔ عظمتِ قرآن کریم	10
مالی قربانی۔۔رب رحمن کا قرب پانے کی راہ	11
بد ظنی ہلاکت خیز برائی	13
سورۃ فاتحہ معطّر مانند گلاب	14
صبر کی اہمیت	15
نظم۔۔پردیس میں میکے کی یاد	16
نظامِ وصیت۔تربیت نفس	17
مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا	18
ہمارا دین اور حُسنِ معاشرت کے حسین رنگ	19
صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ	21
اردو سیکھنا کیوں اہم ہے اور اردو سیکھنے کے فوائد کیا ہیں؟	22
آہ میرا پیارا ساتھی	23
متفرقات	24
صفحۂ شاعرات	25
صفحۂ ناصرات	26

کلامِ الٰہی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞ ﴿البقرۃ:255﴾

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! خرچ کرو اس میں سے جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ کوئی تجارت ہو گی اور نہ کوئی دوستی اور نہ کوئی شفاعت۔ اور کافر ہی ہیں جو ظلم کرنے والے ہیں۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۞ ﴿آل عمران : 93﴾

تم ہر گز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم اُن چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔ اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

کلامِ رسول ﷺ

مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهٗ سَبْعُ مِائَةِ ضِعْفٍ

(ترمذی باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ)

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے۔ اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ)

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهَا جَآءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تُوْعِي فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ ارْضَخِيْ مَا اسْتَطَعْتِ۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ)

حضرت رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ اپنی نسبتی ہمشیرہ حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کو نصیحت فرمائی کہ اللہ کی راہ میں گن گن کر خرچ نہ کیا کرو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دیا کرے گا۔ اپنے روپوؤں کی تھیلی کا منہ (بخل کی راہ سے) بند کر کے نہ بیٹھ جانا ورنہ پھر اُس کا منہ بند ہی رکھا جائے گا۔ جتنی طاقت ہے دل کھول کر خرچ کیا کرو۔

(ترمذی باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ)

کلامِ امام الزماں علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"یہ ظاہر ہے، کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لیئے ممکن نہیں۔ کہ مال سے بھی محبت کرو، اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا۔ بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لیئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے۔ وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہیئے۔ تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو، بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 497-498)

اداریہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گزشتہ خطبات سے مسلسل ہمیں یہ راہنمائی مل رہی ہے کہ کس طرح صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اَن گنت جانی و مالی قربانیوں کے ذریعہ رہتی دُنیا تک کے لئے عظیم الشان مثالیں قائم فرمادیں۔ صحابہؓ کی قائم کردہ یہ مثالیں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

آج جب خدا تعالیٰ کے ہم پر اَن گنت احسانات ہیں تو ہماری قربانیاں بھی ہمارے اسلاف کا پَرتو ہونی چاہئیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم قربانی تو کرتے ہیں لیکن اس قربانی پر وہ رنگ نہیں چڑھا ہوتا جو صبغۃ اللہ یعنی اللہ کی محبت کا رنگ ہے۔ ہر قسم کی قربانی کا اصل مقصد خدا تعالیٰ کا قرب اور خوشنودی ہے اور یہ قرب تب ہی نصیب ہوتا ہے جب انسان اس راہ میں ہر مشکل قبول کرے اور ایثار کی ایک مثال قائم کرے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد بار متقیوں کے ذکر کے ساتھ اُسکی راہ میں خرچ کرنے والوں کا ذکر فرمایا ہے۔ یُوں متقیوں کی صفات میں سے ایک خاص صفت اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔ سو تقویٰ کی راہوں پر چلنے کے لئے اور خدا تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے بہت ضروری ہے کہ ہم خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس رنگ میں اپنا جائزہ لیں کہ کم از کم کچھ فیصد ہی اپنی زندگیوں کو اس طرز پر ڈھال سکیں کہ اپنے آپ کو صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کے قابل بنا سکیں۔

خدا تعالیٰ کرے کہ ہم اپنی استطاعت سے بڑھ کر اور حقیقی معنوں میں مالی قربانیاں کرنے والے ہوں تا ابدی نعمتوں کے وارث بن سکیں۔ آمین۔

اس رسالہ میں آپ کے سامنے مالی قربانی اور دیگر تربیتی امور کے حوالے سے کچھ مضامین پیش خدمت ہیں۔ ان سے فائدہ اُٹھائیں اور اپنی تحریرات بھی بھجوائیں۔

مدیرہ اُردو

رسالہ النساء کے لئے اپنی تحریرات درج ذیل ای میل ایڈریس پر بھجوائیں۔ ishaat@lajna.ca

رسالہ النساء کے لئے درج ذیل بہنوں کی نگارشات گزشتہ چند ماہ کے عرصہ میں موصول ہوئیں۔ یہ مضامین وقتاً فوقتاً شاملِ اشاعت رہیں گے۔ انشاء اللہ۔

مضمون	جماعت	پیشکش
کُتب حضرت مسیح موعودؑ پڑھنے کی اہمیت	ونڈسر	راشدہ طاہر
مالی قربانی	مارکھم	شاہجہاں چوہدری
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت الٰہی	ویسٹن ازلنگٹن	راشدہ مظہر
غیبت	ونڈسر	راشدہ طاہر
دُعا کی برکات۔ صبر واستقلال	ریکسڈیل	شمسہ عابد
غیبت بدترین گناہ	برمپٹن کیسل مور	مبشرہ وقار ہاشمی
اقوال زرّیں	کیلگری ساؤتھ	صدیقہ اظہر

مضمون	جماعت	پیشکش
پکوان۔ بریڈ رولز	کیلگری میکنائیڈ	امتہ السلام انور
ذرا مسکرایئے۔ بڑے لوگوں کی بڑی باتیں	برمپٹن ایسٹ	افشاں نعیم
نظم۔ دُعا	کیلگری نارتھ ایسٹ	امتہ المتین رفیق
نظم۔ میری ماں	کیلگری نارتھ ویسٹ	نورین باجوہ
اشعار۔ حمد	ایڈمنٹن ویسٹ	نعیمہ بیگ
نعت۔ نگاہ اُٹھے کرم کی	کیلگری نارتھ ویسٹ	امتہ المتین رفیق

خطبہ جمعہ

ہر احمدی کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اپنی مالی قربانیوں کو باقاعدہ رکھے تاکہ ساتھ ساتھ تزکیہ نفس بھی ہوتا رہے

اپنے اپنے دائرے میں ہر احمدی کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ وہ مالی قربانی کرنے والا ہو۔ قربانی کا لفظ تو تقاضا ہی یہ کرتا ہے کہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کر، اپنی خواہشات کو دبا کر، اپنے آپ کو اور اپنے مال کو خدا کی رضا کی خاطر جماعتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پیش کیا جائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3 جون 2005ء بمطابق 28/ امان 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (البقرۃ:263)

پھر فرمایا:

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ: وہ لوگ جو اپنے اموال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو خرچ کرتے ہیں اس کا احسان جتاتے ہوئے یا تکلیف دیتے ہوئے پیچھا نہیں کرتے، اُن کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور اُن پر کوئی خوف نہیں ہو گا اور نہ وہ غم کریں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو یہ خوشخبری دی ہے کہ اگر بے نفس ہو کر اُس کی راہ میں خرچ کرو گے، خرچ کرنے کے بعد نہ ہی احسان جتاؤ گے اور نہ ہی کسی کو تکلیف دو گے، نہ ہی اپنے مطلب حل کرنے کی کوشش کرو گے تو تمہارا خدا تمہیں اس کا بہترین اجر دے گا۔ اب دیکھیں غیروں میں بعض لوگ تھوڑا سا کسی نیک کام میں خرچ کر لیتے ہیں اور پھر اُس کا اِس قدر ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے جیسے کہ قربانی کے کوئی اعلیٰ معیار قائم کر لئے ہوں۔

مثلاً آج کل ہمارے ملک پاکستان میں یا ہندوستان میں گرمیوں کے دن ہیں اس موسم میں بازاروں میں ٹھنڈے پانی کا انتظام کیا جاتا ہے اور پھر بڑا فخر ہوتا ہے کہ ہم نے یہ انتظام کیا ہوا ہے۔ یا مسجدوں کی تعمیر میں معمولی سی رقم پانچ دس روپے دے دیتے ہیں تو باقاعدہ مسجد کے لاؤڈ سپیکر پر یہ اعلان ہوتا ہے کہ فلاں صاحب نے اتنی قربانی دی اور خاص طور پر پاکستان میں چھوٹے قصبوں اور دیہاتوں میں یہ بہت رواج ہے۔ تو عموماً کچھ نہ کچھ دینے والے مسلمانوں کا یہ حال ہے۔ اور اکثریت تو ایسی ہے کہ خدا کی راہ میں دینے کا تصور ہی نہیں ہے اور ایسے لوگوں میں سے چند امیر لوگ جن کو کچھ احساس ہے کہ دین کی خاطر خرچ کریں تو ایسے مدرسوں یا اداروں کی سرپرستی کی جاتی ہے جہاں انسانیت کے خلاف نفرتوں کے بیج بوئے جاتے ہیں۔ اور پھر اگر اپنے مطلب کے مطابق خرچ نہ ہو یا کوئی اختلاف ہو جائے تو پھر وہ ساری امدادیں بھی بند ہو جاتی ہیں۔ تو یہ خرچ جو وہ کر رہے ہوتے ہیں اصل میں خدا کی خاطر نہیں ہو رہے ہوتے بلکہ اپنے مقاصد کے لئے یا اپنی نیکی کے اظہار کے لئے یہ خرچ ہو رہے ہوتے ہیں۔ یہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہوتا ہے کہ ہم نے اتنا خرچ کیا ہے۔ اور جب نیّتیں نیک نہ ہوں تو پھر ظاہر ہے نتائج بھی بُرے ہی نکلتے ہیں۔ یہ لوگ نیکیاں پھیلانے کی بجائے اپنے مطلب حاصل کرنے کی وجہ سے لوگوں کی تکلیف کا باعث بن رہے ہوتے ہیں۔ اور خاص طور پر احمدیوں کے لئے تو اس بات کو کارِ ثواب سمجھا جاتا ہے کہ خدا کے نام پر ان کو تکلیفیں دی جائیں۔ لیکن تصویر کا ایک دوسرا اور صحیح رُخ بھی ہے جو احمدیوں کی مالی قربانیوں کا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام کے ماننے والوں کی مالی قربانیوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر چلتے ہوئے جب قربانی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر ہی قربانی کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ نہ تو کسی فرد پر یا جماعت پر احسان کا رنگ رکھتے ہوئے قربانی کرتے ہیں، نہ ہی کسی کو تکلیف پہنچانے کی نیت سے یہ قربانی کرتے ہیں۔ نیت ہوتی ہے تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام دنیا میں پہنچانے کے لئے ہم بھی حصہ لیں۔ دُکھی انسانیت کی خدمت کے لئے ہم بھی کچھ پیش کریں اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں۔ اِن لوگوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو اپنا پیٹ کاٹ کر مالی قربانی کرنے والے ہیں، چندے دینے والے ہیں۔ ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو بڑی مالی قربانیاں پیش کرنے والے ہیں۔ اپنے باقاعدہ چندوں کے علاوہ بھی کروڑوں روپے کی قربانی کر دیتے ہیں اور کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی کو پتہ بھی نہ لگے۔ پس یہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق اپنے ربّ سے ان قربانیوں کا اجر پانے والے لوگ ہیں۔ ان کو ان قربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی اپنی رحمت اور فضل کی چادر میں لپیٹ لیتا ہے۔ ان کے غموں کو خوشیوں میں بدل دیتا ہے۔ ان کے خوفوں کو اپنے فضل سے دور فرما دیتا ہے۔ ان کی اولادوں کو ان کی آنکھ کی ٹھنڈک بنا دیتا ہے اور آئندہ زندگی میں خدا تعالیٰ نے ان کو جن نعمتوں سے نوازنا ہے اس کا تو حساب ہی کوئی نہیں ہے۔ تو یہ اللہ والے یہ قربانیاں اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں خدا تعالیٰ کے وعدوں پر یقین ہے۔ یہ قربانیاں وہ اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا ادراک ہے کہ اپنے پیسوں کی تھیلی کا منہ بند کر کے نہ رکھو ورنہ خدا تعالیٰ بھی رزق بند کر دے گا۔ اللہ کی راہ میں گن گن کر دو گے تو خدا تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر ہی دے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اس بات کا یقین ہے اور خدائی وعدہ پر مکمل ایمان ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ

وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَلِاَنۡفُسِکُمۡ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ اللّٰہِ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ یُّوَفَّ اِلَیۡکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ۝ (البقرۃ:263)

یعنی جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو تو وہ تمہارے اپنے ہی فائدے میں ہے۔ جبکہ تم اللہ کی رضاجوئی کے سوا (کبھی) خرچ نہیں کرتے اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو وہ تمہیں بھرپور واپس کر دیا جائے گا اور ہرگز تم سے کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔

تو جب اللہ تعالیٰ یہ وعدہ کر رہا ہے کہ کوئی خوف نہ کرو بلکہ جو بھی تم خرچ کرو گے وہ تمہیں لوٹا دیا جائے گا۔ اور کسی بھی قسم کی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ بلکہ زیادتی کا یا لوٹائے جانے کا کیا سوال ہے؟ اللہ تعالیٰ تو ایسا دیالو ہے، اس قدر بڑھا کر لوٹاتا ہے کہ اس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اُس کے خزانے لامحدود ہیں۔ اور جس کے خزانے لامحدود ہوں وہ انسانی ذہن میں کسی معیار کا تصور پیدا کرنے کے لئے پیمانے کا اظہار تو کر دیتا ہے لیکن وہ معیار یا پیمانے آخری حد نہیں ہوتی، انتہا نہیں ہوتی۔ جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے کہ

مَثَلُ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَہُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِیۡ کُلِّ سُنۡۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ ؕ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ۝ (البقرۃ:262)

یعنی ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اگاتا ہو، ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے اس سے بھی بڑھا کر دیتا ہے۔ اور اللہ وسعت عطا کرنے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔

یعنی گو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے پیمانے کوئی نہیں وہ تو بے حساب رزق دینے والا ہے لیکن کیونکہ انسان کی سوچ محدود ہے اس لئے وہ بے حساب سے کہیں یہ نہ سمجھے کہ دس، بیس یا تیس گنا یا سو گنا اضافہ ہو جائے گا۔ نہیں، بلکہ بڑھانے کی ابتدا سات سو گنا سے ہے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ یہ تو معیار تقویٰ اور ہر ایک کے معیارِ قربانی کے لحاظ سے اس سے بھی زیادہ بڑھا سکتا ہے۔ وہ جس کو چاہے اس سے بھی زیادہ بڑھا کر دے دے۔ جتنا زیادہ اس پر ایمان میں بڑھتے جاؤ گے اتنا زیادہ اس کے فضلوں کے وارث ٹھہرتے جاؤ گے۔ وہ تمہاری نیتوں کو بھی جانتا ہے۔ وہ تمہاری قربانیوں کی گنجائش کو بھی جانتا ہے۔ اس لئے جب احمدی اس نیت سے قربانی کر رہے ہوتے ہیں تو وہ خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کے وارث بھی ٹھہرتے ہیں۔ اللہ کرے کہ ہر احمدی کی قربانی کا یہ معیار، پیش کرنے کا یہ فہم اور ادراک بڑھتا چلا جائے۔ ہر احمدی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والا ہو۔ ہر شخص کی توفیقیں مختلف ہوتی ہیں، استعدادیں مختلف ہوتی ہیں۔ لیکن اپنے اپنے دائرے میں ہر احمدی کی یہ خواہش ہونی چاہئے کہ وہ مالی قربانی کرنے والا ہو۔ اور قربانی کا لفظ تو تقاضا ہی یہ کرتا ہے کہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال کر اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کر اپنی خواہشات کو دبا کر، اپنے آپ کو اور اپنے مال کو خدا کی رضا کی خاطر جماعتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پیش کیا جائے۔

پس جو اس قربانی کے جذبے سے اپنے مال خدا کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہیں وہ یقیناً اللہ تعالیٰ سے اجر پانے والے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ صدقہ اور مالی قربانی کا ذکر ایک حدیث میں یوں فرمایا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا

ہے؟ آپؐ نے فرمایا ”اللہ کی راہ میں سب سے بڑا خرچ یہ ہے کہ تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو۔ غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔ صدقہ و خیرات میں دیر نہ کر۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب جان حلق تک پہنچ جائے تو تو کہے کہ فلاں کو اتنا دے دو اور فلاں کو اتنا۔ حالانکہ وہ مال اب تیرا نہیں رہا وہ فلاں کا ہو ہی چکا“۔

(بخاری -کتاب الزکوٰۃ -باب فضل الصدقۃ الشحیح الصحیح)

پھر ایک اور روایت میں آپؐ نے فرمایا:

”حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ دے کر آگ سے بچو۔ خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی ہی استطاعت ہو“۔

(بخاری -کتاب الزکوٰۃ۔ باب اتقوا النار و لو بشق تمرۃ)

پس جہاں صدقہ اور مالی قربانی کرکے ہم اپنے آپ کو اگلے جہان کی آگ سے محفوظ کر رہے ہوں گے وہاں دنیا کی حرص، لالچ اور ایک دوسرے سے دنیاوی خواہشات میں بڑھنے کی دوڑ سے بھی محفوظ ہو رہے ہوں گے اور یوں آگ سے بچنے کے نظارے اس دنیا میں بھی دیکھیں گے۔ کیونکہ حسد کی آگ بھی بڑی سخت آگ ہے۔ احمدیوں میں تو بے شمار ایسے ہیں جو اس میدان کا تجربہ رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ جو سکون مالی قربانی کرنے کے بعد ملتا ہے اس کی کوئی مثال نہیں، اس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر بھی عمل کرنے کی توفیق دے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ: ”الشُّحّ یعنی بخل سے بچو۔ یہ بخل ہی ہے جس نے پہلی قوموں کو ہلاک کیا“۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2صفحہ 160 ،159مطبوعہ بیروت)

اللہ تعالیٰ اس حکم پر عمل کرنے کی ہمیں توفیق دے اور ہم کبھی ہلاک ہونے والوں میں شمار نہ ہوں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والے ہوں۔ اس کے لامحدود فضلوں اور انعاموں کے وارث ٹھہریں۔

ایک حدیث میں ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم و حکمت دی اور اس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے“۔

(بخاری -کتاب الزکوٰۃ -باب انفاق المال فی حقہ)

اللہ کرے کہ ہم اس فرمان کو سمجھنے والے ہوں اور اس رشک کی وجہ سے مالی قربانیوں اور انصاف قائم کرنے میں بڑھنے والے ہوں۔ جب قربانیوں میں بڑھنے کی دوڑ شروع ہو گی تو نیکیوں میں بڑھنے کے حکم کے مطابق ہر شخص اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق اپنی اس انتہا کو پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ اپنی استعدادوں کو انتہا تک استعمال کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور یوں ایک حسین اور پاک معاشرہ قائم ہو جائے گا۔

جیسا کہ آپ سب کو علم ہے جماعت کے مالی سال کا یہ آخری مہینہ ہے عموماً جماعت کے متعلقہ عہدیدار جن کے سپرد چندوں کی وصولی کا کام ہوتا ہے بڑے پریشان ہو جاتے ہیں کہ ایک مہینہ رہ گیا ہے اور وصولیاں ابھی اس رفتار سے نہیں ہوئیں۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی فکر نہیں اور پوری تسلّی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ ہمیشہ کی طرح اب بھی جہاں کمی ہے اپنے فضل سے پوری فرمائے گا۔ لیکن کیونکہ نصیحت کرنے اور توجہ دلانے کا بھی حکم ہے اس لئے میں احباب جماعت کو یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جن کے چندہ عام کے بجٹ کی ادائیگی میں اور اسی طرح چندہ جلسہ سالانہ، یہ لازمی چندہ جات جو ہیں ان کی ادائیگی میں کمی رہ گئی ہے وہ کوشش کرکے ادا کریں۔ جماعت کا بڑے عرصہ سے یہ مزاج بن گیا ہے کہ آخر وقت پر جا کر اپنے چندوں کی ادائیگی کرتے ہیں۔ جو لازمی چندے ہیں وہ تو آپ کو ہر ماہ ادا کرنے چاہئیں تاکہ بعد میں ادائیگی کا بوجھ نہ پڑے۔ اور اس سے فائدہ یہ ہے کہ باقاعدہ چندہ دینے کا اور باقاعدہ قربانی کرنے کا جو ثواب ہے وہ بھی آپ حاصل کرنے والے ہوں گے۔

ماہوار چندوں کی ادائیگی کے سلسلے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

”سوائے اسلام کے ذی مقتدرت لوگو دیکھو! میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانہ کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نکلا ہے اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہئے اور اس کے سارے پہلوؤں کو بنظر عزت دیکھ کر بہت جلد حق خدمت ادا کرنا چاہئے۔ جو شخص اپنی حیثیت کے موافق کچھ ماہواری دینا چاہتا ہے وہ اس کو حقِ واجب اور دَینِ لازم کی طرح سمجھ کر خود بخود ماہوار اپنی فکر سے ادا کرے اور اس فریضہ کو خالصتاً للہ نذر مقرر کرکے اس کے ادا میں تخلف یا سہل انگاری کو روا نہ رکھے۔ اور جو شخص یک مشت امداد کے طور پر دینا چاہتا ہے وہ اسی طرح ادا کرے۔ لیکن یاد رہے کہ اصل مدعا جس پر اس سلسلہ کے بلاانقطاع چلنے کی امید ہے وہ یہی انتظام ہے کہ سچے خیر خواہ دین کے اپنی بضاعت اور اپنی بساط کے لحاظ سے ایسی سہل رقمیں ماہواری کے طور پر ادا کرنا اپنے نفس پر ایک حتمی وعدہ ٹھہرالیں جن کو بشرط نہ پیش آنے کسی اتفاقی مانع کے بآسانی ادا کر سکیں“۔

یعنی سوائے اس کے کہ کوئی مجبوری ہو جائے عام طور پر جو آسانی سے ادا کر

سکتے ہیں ماہوار چندہ ادا کیا کریں۔

”ہاں جس کو اللہ جلّشانہ توفیق اور انشراح صدر بخشے وہ علاوہ اس ماہواری چندہ کے اپنی وسعت، ہمت اور اندازہ مقدرت کے موافق یک مشت کے طور پر بھی مدد کر سکتا ہے۔ **اور تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالیٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی، اپنا آرام، اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو۔** اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے۔ لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں“۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 34-33)

پس ہر احمدی کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ اپنی مالی قربانیوں کو باقاعدہ رکھے تا کہ ساتھ ساتھ تزکیہ نفس بھی ہوتا رہے۔ خلافت ثانیہ کے ابتدا میں جب سے چندہ عام کی ایک شرح مقرر ہو چکی ہے یعنی 16 / 1 کے لحاظ سے۔ تو ہر احمدی کو اس کے مطابق چندہ دینا چاہئے اور چندہ دیتا ہے۔ لیکن اگر مالی حالات اجازت نہ دیں تو اسی اجازت کے ماتحت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے چھوٹ مل سکتی ہے۔

لیکن ہمیشہ ہر احمدی کو یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقوں کو جانتا ہے۔ اس لئے تقویٰ پر چلتے ہوئے اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو اپنے چندوں میں کمی کرنی چاہئے تو بے شک کریں لیکن اس کے لئے جماعت میں طریق ہے کہ خلیفۂ وقت سے اجازت لے لیں کہ میرے حالات ایسے ہیں جس کی وجہ سے میں پوری شرح سے چندہ نہیں دے سکتا، ادائیگی نہیں کر سکتا۔ لیکن اپنے آپ کو مکمل طور پر مالی قربانی سے فارغ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہ اس طرف توجہ دلائی ہے اور ابتدا میں ہی (سورۃ بقرہ میں) متقیوں کی نشانی یہ بتائی ہے کہ نماز پڑھنے والے، عبادتیں کرنے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے ہیں جو متقی ہیں۔

پس جب آپ استحکام خلافت اور استحکام جماعت کے لئے دعا مانگتے ہیں اور تقویٰ پر قائم رہنے کے لئے دعائیں مانگتے ہیں تو ان حکموں پر عمل بھی کرنا ہو گا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان دعاؤں کا وارث بننے کے لئے دیئے ہیں۔ **پس ہر احمدی فکر سے اپنے بقایا جات صاف کرنے کی کوشش کرے۔** یہ جو چھ مہینے تک بقایا دار کی شرط ہے جماعت کا یہ قاعدہ ہے کہ یہ نہ ہو۔ تو یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو زمیندارہ کرتے ہیں، زمیندار ہیں جن کی فصلوں کی آمد چھ مہینے کے بعد ہوتی ہے۔ یا جو ایسے کاروباری ہیں جن کو کسی وقفے کے بعد یا کچھ عرصے کے بعد منافع ملتا ہے۔ ملازم پیشہ اور تاجر پیشہ جو لوگ ہیں جن کی ماہوار آمد ہے ان کو تو فکر کے ساتھ ہر ماہ چندوں کی ادائیگی کرنی چاہئے اور جماعت میں ہزاروں ایسے ہیں جو اس فکر کے ساتھ ادائیگی کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اپنے پیسوں میں برکت کے بیشمار نظارے دیکھتے ہیں۔ یہ جو حدیث بیان کی جاتی ہے کہ ایک زمیندار کو اللہ تعالیٰ اس طرح نوازتا تھا کہ اس کو جب پانی کی ضرورت ہوتی تھی تو بادل کو حکم ہوتا تھا کہ فلاں جگہ برس اور اس کی ضرورت پوری کر۔ تو اس زمیندار کی یہی خوبی تھی کہ اپنی آمد میں سے وہ ایک حصہ علیحدہ کر کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کے لئے رکھ لیتا تھا۔ تو کیا یہ قصہ روایتوں میں اس لئے بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے لوگوں سے یا پرانے لوگوں سے ایسا سلوک کرتا تھا اب اس کی یہ قدرت بند ہو گئی ہے۔ اب اس کو یہ قدرت نہیں رہی۔ نہیں، بلکہ آج بھی وہ زندہ اور قائم خدا یہ نظارے بے شمار احمدیوں کو دکھاتا ہے۔ پس اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کی راہ میں کی گئی قربانیوں کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے۔ وہ لامحدود قدرتوں کا مالک ہے۔ وہ دیتا ہے تو اتنا دیتا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا، لیکن تقویٰ اور نیک نیتی شرط ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں بعض اور تحریکات کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں، ان کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ان میں سے ایک تو مریم شادی فنڈ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ آخری تحریک تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت بابرکت ثابت ہوئی ہے۔ بے شمار بچیوں کی شادیاں اس فنڈ سے کی گئی ہیں اور کی جا رہی ہیں۔ احباب حسب توفیق اس میں حصہ لیتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ شروع میں جس طرح اس طرف توجہ پیدا ہوئی تھی اب اتنی توجہ نہیں رہی۔ جو لوگ مالی لحاظ سے اچھے ہیں، بہتر مالی حالات ہیں ان کو پتہ ہی نہیں کہ بچیوں کی شادیوں پر غریب لوگوں کے کتنے مسائل ہوتے ہیں۔ ایک تو میں عموماً لڑکے والوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا کا خوف کریں، ان کی بھی بچیاں ہوں گی، بلاوجہ کے مطالبے نہ کیا کریں۔ تقویٰ پر قدم ماریں۔ آپ بیٹے کی شادی کر رہے ہیں یا کوئی لڑکا اپنی مرضی سے اپنی شادی کرتا ہے۔ یہ شادی ہے کوئی کاروبار نہیں ہے کہ اتنا جہیز ہو گا، اتنا زیور ہو گا، اتنا سرمایہ ہو گا، اتنی فلاں چیز ہو گی تو شادی ہو گی۔ یہ سب دنیا کے دکھاوے کی چیزیں ہیں۔ ایک احمدی کو یہ زیب نہیں دیتیں۔ بعض ایسے خط بچیوں کی طرف سے آتے ہیں۔ شادی کے بعد سسرال کی طرف سے بھی اور لڑکے کی طرف سے بھی یہ طعنے ملتے ہیں کہ کچھ نہیں لے کے آئی۔ بعض لڑکے پاکستان سے بیاہ کر باہر آتے ہیں اور شاید اس سوچ کے ساتھ آ رہے ہوتے ہیں کہ ہم نے وہاں

جاکے سب کچھ سسرال سے ہی لینا ہے۔ وہ مطالبے شروع کر دیتے ہیں کہ گھر ہمارے نام کرو اور فلاں چیز ہمارے نام کرو یا فلاں چیز ہمیں دو۔ تو پھر بعض ایسے لوگ ہیں جو اپنے عزیزوں کے زیر اثر اس طرح کے گھٹیا قسم کے مطالبے کر رہے ہوتے ہیں۔ شرم آتی ہے۔ بعض ان میں سے اپنے آپ کو بڑے خاندانی بھی سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ تو ایسے لڑکے اور ایسے خاندان اپنی اصلاح کریں اور خدا کا خوف کریں ورنہ بہتر ہے کہ ایسے گھٹیا لوگ جماعت سے قطع تعلق کر لیں اور جماعت کی بدنامی کا باعث نہ بنیں۔ اب میں پھر پہلی بات کی طرف آتا ہوں۔ غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے جیسا کہ میں نے کہا کہ اندازہ نہیں ہے۔ اب مہنگائی کی وجہ سے اخراجات بھی بہت بڑھ رہے ہیں اس لئے توجہ دینی چاہئے۔ جو لوگ باہر کے ملکوں میں ہیں اپنے بچوں کی شادیوں پر بے شمار خرچ کرتے ہیں۔ اگر ساتھ ہی پاکستان، ہندوستان یا دوسرے غریب ممالک میں غریب بچوں کی شادیوں کے لئے کوئی رقم مخصوص کر دیا کریں تو جہاں وہ ایک گھر کی خوشیوں کا سامان کر رہے ہوں گے وہاں یہ ایک ایسا صدقہ جاریہ ہو گا جو ان کے بچوں کی خوشیوں کی بھی ضمانت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نیکیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ پھر بعض صاحب حیثیت لوگوں میں بے تحاشا نمود و نمائش اور خرچ کرنے کا شوق ہوتا ہے۔ شادیوں پر بے شمار خرچ کر رہے ہوتے ہیں۔ کئی کئی قسم کے کھانے پک رہے ہوتے ہیں جو اکثر ضائع ہو جاتے ہیں۔ یہاں سے جب خاص طور پر پاکستان میں جا کر شادیاں کرتے ہیں اگر سادگی سے شادی کریں اور بچت سے کسی غریب کی شادی کے لئے رقم دیں تو وہ اللہ کی رضا حاصل کر رہے ہوں گے۔

کھانوں کے علاوہ شادی کارڈوں پر بھی بے انتہا خرچ کیا جاتا ہے۔ دعوت نامہ تو پاکستان میں ایک روپے میں بھی چھپ جاتا ہے۔ یہاں بھی بالکل معمولی سا پانچ سات پینس (Pens) میں چھپ جاتا ہے۔ تو دعوت نامہ ہی بھیجنا ہے کوئی نمائش تو نہیں کرنی۔ لیکن بلاوجہ مہنگے مہنگے کارڈ چھپوائے جاتے ہیں۔ پوچھو تو کہتے ہیں کہ بڑا سستا چھپا ہے۔ صرف پچاس روپے میں۔ اب یہ صرف پچاس روپے جو ہیں اگر کارڈ پانچ سو کی تعداد میں چھپوائے گئے ہیں تو یہ پاکستان میں پچیس ہزار روپے بنتے ہیں اور پچیس ہزار روپے اگر کسی غریب کو شادی کے موقع پر ملیں تو وہ خوشی اور شکرانے کے جذبات سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ تو اس طرح بے شمار جگہیں ہیں جہاں بچت کی جا سکتی ہے۔ اور جن کو اتنی توفیق ہے کہ وہ کہیں کہ ہم بچیوں کی شادیوں میں بھی مدد کر سکتے ہیں اس لئے ہمیں اس قسم کی چھوٹی بچت کی ضرورت نہیں ہے تو پھر ایسے لوگوں کو کم از کم جو خرچ وہ اپنے بچوں کی شادی پر کرتے ہیں اس کا ایک فیصد تو غریب کی شادی کی مدد کے لئے چندہ دینا چاہئے۔ پاکستان میں بھی بہت سے لوگ ہیں جو بڑی فضول خرچی کرتے ہیں۔ کچھ باہر سے جا کر کر رہے ہوتے ہیں اور کچھ وہاں رہنے والے کر رہے ہوتے ہیں۔ یا جو فضول خرچی نہیں بھی کرتے ان کی ایسی توفیق ہوتی ہے کہ بچوں کی شادی میں مدد کر سکیں۔ ان سب کو آگے آنا چاہئے اور اس نیک کام میں حصہ لینا چاہئے۔ عموماً ایک غریبانہ شادی پچیس تیس ہزار روپے کی مدد سے ہو جاتی ہے۔ کچھ نہ کچھ تو انہوں نے خود بھی کیا ہوتا ہے۔ اتنی مدد ہو جائے تو لوگوں کی بڑی مدد ہو جاتی ہے۔ تو پھر یہ غریب آدمی کے لئے سکون کا باعث بن رہی ہوتی ہے اور آپ کو دعاؤں کا وارث بنا رہی ہوتی ہے۔ بہرحال ہر ایک کو حسب توفیق اس فنڈ میں ضرور حصہ لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

دوسرے میں اس طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ سپین میں نئی مسجد کی تعمیر کا میں نے اعلان کیا تھا اور سپین کی جماعت کے محدود وسائل کی وجہ سے دوسروں کو بھی اس میں حصہ لینے کی تحریک کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے مخلصین نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بڑی تعداد میں وعدے آئے۔ الحمدللہ۔ اور کچھ احباب نے اپنے وعدے تو پورے بھی کر دیئے یا کچھ حصہ ادا کر دیا۔ لیکن ابھی کافی بڑی تعداد ایسی ہے جن کے وعدے قابل ادا ہیں۔ اب وہاں ایک جگہ پسند آئی ہے اور سودا ہو رہا ہے۔ ویلنسیا سے کوئی پندرہ سولہ کلو میٹر پہ مین ہائی وے کے اوپر ایک چھوٹا سا قصبہ ہے اور ہائی وے کے اوپر ہی ایک پلاٹ ہے۔ اس میں تعمیر شدہ ایک چھوٹی سی مضبوط عمارت بھی ہے جو رہائش کے لئے استعمال ہو سکتی ہے۔ بہرحال وہاں خالی جگہ بھی کافی ہے۔ وہاں مسجد کا پلان انشاء اللہ بن رہا ہے۔ تعمیر شروع ہو جائے گی۔ اللہ کرے کونسل کی طرف سے اجازت بھی مل جائے۔ اسی طرح اس کے ساتھ ایک اور خالی پلاٹ بھی ہے جو کونے (Corner) کا پلاٹ ہے۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ وہ بھی خریدنے کی کوشش کریں۔ اس طرح اس پلاٹ کو دو طرف سے سڑک مل جائے گی۔ پہلا پلاٹ 2800 مربع میٹر کا ہے۔ اگر دوسرا بھی مل گیا تو انشاء اللہ 5000 مربع میٹر سے اوپر جگہ بن جائے گی جو انشاء اللہ تقریباً ایک ایکڑ سے زیادہ جگہ ہے۔ اللہ کرے کہ یہ سودا بھی جلد ہو جائے تاکہ وہاں مسجد کی تعمیر جلدی شروع کی جا سکے۔ تو جیسا کہ میں نے کہا جن لوگوں نے اس تحریک میں وعدہ کیا ہے ان سے درخواست ہے کہ اپنے وعدے پورے کریں۔ لیکن یاد رکھیں کہ لازمی چندہ جات یعنی چندہ عام وغیرہ کو پیچھے رکھ کر یہ ادائیگی نہیں کرنی۔ پہلے بہرحال لازمی چندہ جات ضروری ہیں۔ اور انہوں نے ہی وعدے کئے ہیں جن کو توفیق تھی۔

مجھے امید ہے وہ آسانی سے ادا کر سکتے ہیں۔ اسی کے ساتھ آج میں جرمنی والوں کو بھی توجہ دلا دوں۔ ان کی 100 مساجد کی رفتار بھی بڑی سُست ہے۔ ان کو بھی چاہئے کہ اپنے کام میں تیزی پیدا کریں۔ دنیا میں بڑی تیزی سے مسجدیں بن رہی ہیں۔ تیسرے میں آج ایک تحریک کرنا چاہتا ہوں خاص طور پر جماعت کے ڈاکٹرز کو اور دوسرے احباب بھی عموماً، اگر شامل ہونا چاہیں تو حسب توفیق شامل ہو سکتے ہیں، جن کو توفیق ہو، گنجائش ہو۔ یہ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے مالی قربانی کی تحریک ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ربوہ میں خلافت رابعہ کے شروع میں یہ خواہش تھی کہ یہاں ایک ایسا ادارہ ہو جو اس علاقے میں دل کی بیماریوں کے علاج کے لئے سہولت میسر کر سکے۔ اس دور میں کچھ بات چلی بھی تھی لیکن پھر اس پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ بہر حال میرا خیال ہے کہ آخری دنوں میں حضور کی اس طرف دوبارہ توجہ ہوئی تھی لیکن خلافت خامسہ کے شروع میں اس پر کام شروع ہوا۔ ایک ہمارے احمدی بھائی ہیں انہوں نے اپنے والدین کی طرف سے خرچ اٹھانے کی حامی بھری۔ پھر امریکہ کے ایک احمدی ڈاکٹر بھی اس میں شامل ہوئے۔ انہوں نے خواہش کی کہ میں بھی شامل ہونا چاہتا ہوں۔ بہر حال نقشے وغیرہ بنائے گئے اور بڑی خوبصورت ایک چھ منزلہ عمارت تعمیر کی جارہی ہے جو اپنی تعمیر کے آخری مراحل میں ہے اور اس فیلڈ کے ڈاکٹر ماہرین کے مشوروں سے یہ سارا کام ہوا ہے۔ وہ اس میں شامل ہیں۔ خاص طور پر ڈاکٹر نوری صاحب سے مشورہ لیا گیا ہے۔ ایک ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے لئے کیسی کیسی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب مرکزی کمیٹی میں شامل بھی ہیں۔ مستقل وقت دیتے ہیں ماشاء اللہ۔ پھر جو نقشے انہوں نے بنوائے تھے جیسا کہ میں نے کہا وہ چھ منزلہ عمارت کے تھے جس میں تمام متعلقہ سہولتیں رکھی گئی تھیں جو دل کے ایک ہسپتال کے لئے ضروری ہیں۔ تو اس وقت انہوں نے جو تخمینہ دیا تھا، جو اندازہ خرچ دیا تھا اس وقت بھی اس رقم سے زیادہ تھا جس کی ان دو صاحبان نے (جن کا میں نے ذکر کیا) دینے کی حامی بھری تھی۔ تو انتظامیہ کچھ پریشان تھی۔ میں نے انہیں کہا کہ یہ نقشے جو بنائے گئے ہیں جن کی میں نے منظوری دی تھی اسی کی منظوری دیتا ہوں۔ اللہ کا نام لے کر اسی کے مطابق کام کریں۔ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا، فضل فرمائے گا۔ پھر کچھ اور لوگ بھی اس میں شامل ہوتے رہے اور اب جہاں تک عمارت کا تعلق ہے وہ قریباً مکمل ہو چکی ہے، جلد چند مہینوں میں ہو جائے گی۔ اس کی تعمیر میں (بتا چکا ہوں) کچھ لوگوں نے حصہ بھی لیا۔ اور فضل عمر ہسپتال کی انتظامیہ نے بڑی محنت سے اور ہر جگہ پر جہاں بچت ہو سکتی تھی جہاں ضرورت تھی، انہوں نے بچت کرائی اور تعمیر کروانے میں احتیاط کی۔ خاص طور پر ڈاکٹر نوری صاحب کے ٹیکنیکل مشورے بھی باقاعدہ ہر قدم پر ملتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔ لیکن اب جو ایکوپمنٹ (Equipment) اور سامان وغیرہ ہسپتال کا آنا ہے وہ کافی قیمتی ہے۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ جیسے جیسے رقم کا انتظام ہوتا جائے گا یہ فیز ز (Phases) میں خریدیں۔ لیکن ابتدائی کام کے لئے بھی کافی بڑی رقم کی ضرورت ہے۔

اس لئے میں احمدی ڈاکٹروں سے خصوصاً کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں پر بڑا فضل فرمایا ہے اور خاص طور پر امریکہ اور یورپ کے جو ڈاکٹر صاحبان ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں بھی بعض ایسے ڈاکٹرز ہیں جو مالی لحاظ سے بہت اچھی حالت میں ہیں۔ اگر آپ لوگ خدا کی رضا حاصل کرنے اور غریب انسانیت کی خدمت کے لئے اس ہارٹ انسٹیٹیوٹ کو مکمل کرنے میں حصہ لیں تو یقیناً آپ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن کو خدا بے انتہا نوازتا ہے اور ان کے اس فعل کا اجر اس کے وعدوں کے مطابق خدا کے پاس بے انتہا ہے۔ کوشش کریں کہ جو وعدے کریں انہیں جلد پورا بھی کریں۔

اس ادارے کو مکمل کرنے کی میری بھی شدید خواہش ہے۔ کیونکہ میرے وقت میں شروع ہوا اور انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ سے امید ہے وہ خواہش پوری کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ کرتا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو یہ موقع دے رہا ہے کہ اس نیک کام میں، اس کار خیر میں حصہ لیں اور شامل ہو جائیں اور اس علاقے کے بیمار اور دکھی لوگوں کی دعائیں لیں۔ آجکل دل کی بیماریاں بھی زیادہ ہیں۔ ہر ایک کو علم ہے کہ ہر جگہ بے انتہا ہو گئی ہیں اور پھر علاج بھی اتنا مہنگا ہے کہ غریب آدمی تو افورڈ (Afford) کر ہی نہیں سکتا۔ ایک غریب آدمی تو علاج کروا ہی نہیں سکتا۔ پس غریبوں کی دعائیں لینے کا ایک بہترین موقع ہے جو اللہ تعالیٰ آپ کو دے رہا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں۔

ہم جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم وہ آخرین ہیں جنہوں نے نیکی کے ہر میدان میں پہلوں سے ملنا ہے، ہم اپنے دعوے میں تبھی سچے ثابت ہو سکتے ہیں جب ان نیکی کے کاموں میں ان مثالوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں جو پہلوں نے ہمارے لئے قائم کی ہیں۔ وہ لوگ تو امیر ہوں یا غریب کسی بھی مالی تحریک پر بے چین ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مال پیش کیا کرتے تھے۔ محنت کرتے تھے، مزدوری کرتے تھے اور اپنی استعدادوں کے مطابق قربانی پیش کرتے تھے اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قربانیوں کو

بے انتہا نوازا اور اللہ تعالیٰ اپنی خاطر کئے گئے کسی عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ ان قربانیوں کا ذکر حدیث میں یوں آتا ہے۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ارشاد فرماتے تو ہم میں سے کوئی بازار چلا جاتا جہاں وہ محنت مزدوری کرتا اور اسے اُجرت کے طور پر جو ایک مُدّ اناج وغیرہ ملتا۔ چھوٹی موٹی جو مزدوری وغیرہ ملتی تھی، اللہ کی راہ میں خرچ کرتا۔ اور اب ان کا یہ حال ہے کہ ان میں سے بعض کے پاس ایک ایک لاکھ درہم یا دینار ہیں"۔

(بخاری کتاب الأجارة۔ باب من آجر نفسه ليحمل على ظهره ثم تصدق به)

تو اس اُسوہ پر چلتے ہوئے قربانیوں کے نظارے جماعت احمدیہ میں بھی نظر آتے ہیں۔ پس آج بھی ان نظاروں کو ختم نہ ہونے دیں اور خدمت انسانیت کے اس اہم کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

جہاں تک انسٹیٹیوٹ کے لئے ڈاکٹرز کا تعلق ہے، ہمارے امریکہ کے ایک ڈاکٹر نے مستقل وقف کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ جلد ربوہ پہنچ جائیں گے۔ دوسرے یہاں بھی بعض نوجوان واقفین زندگی ڈاکٹرز تعلیم حاصل کر رہے ہیں جو اپنی تعلیم مکمل ہونے پر وہاں چلے جائیں گے۔ اور پاکستان میں بھی بعض نوجوان ہیں جنہوں نے وقف کیا ہے ٹریننگ لے رہے ہیں۔ اور اسی طرح ڈاکٹر نوری صاحب کی سرپرستی میں انشاء اللہ یہ ادارہ چلتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت میں بھی برکت ڈالے۔ اور پھر یہ ادارہ مکمل ہونے کے بعد میں دوسرے سپیشلسٹ ڈاکٹروں سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی وقف عارضی کر کے یہاں آیا کریں۔ اللہ تعالیٰ، انشاء اللہ ان کی قربانیوں کے بدلے ضرور دے گا، اجر ضرور دے گا۔ اور دعا کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ اس ادارے کو بہت کامیاب ادارہ بنائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

" تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو، پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجالانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا"۔ یعنی اس کا مال ضائع ہو جائے گا۔

" یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو۔ بلکہ یہ اُس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجالائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے۔ اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے"۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 498-497)

اللہ کرے کہ کبھی کسی احمدی کے دل میں قربانی کرنے کے بعد تکبر پیدا نہ ہو۔ اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کو ایک اعزاز سمجھے، ایک فضل سمجھے، اور ہمیشہ کی طرح وہ قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کرتا چلا جائے۔ اور ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بننے والا ٹھہرے، نہ کہ آپ کی ناراضگی سے حصہ پانے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا

میں ایک دعا کے لئے بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کل انشاء اللہ تعالیٰ میں کینیڈا کے سفر کے لئے روانہ ہو رہا ہوں۔ وہاں جلسہ بھی ہے اور بہت سارے دوسرے پراجیکٹس بھی ہیں، مساجد اور مشن ہاؤسز کے افتتاح یا سنگ بنیاد وغیرہ۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ کامیاب کرے۔ اور اپنی تائید و نصرت کے نظارے دکھاتا رہے۔ آمین۔

عظمتِ قرآن کریم

امتہ الرفیق ظفر۔۔۔۔۔سابق صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا

ہر آن نصیب ہوتی رہے اللہ کی محبت
قرآن کا ہر حرف ہمیں بخشے حلاوت
قرآن کے ہر 'الف' سے ملتی رہے اُلفت
قرآن کی ہر 'ب' سے ہمیں حاصل ہو برکت

ہر 'ث' سے عطا ہوتی رہے ثروت و دولت
ہر 'جیم' سے ملتی رہے جنت کی بشارت
قرآن کی ہر 'ح' بنے حاصلِ حکمت
ہر 'خ' سے سمیٹیں سدا خیر و برکت

ہر 'دال' ہمیں دیتی رہے درسِ دیانت
ہر 'ذال' بنے ذکرِ الٰہی کی علامت
ہر 'ر' سے حاصل ہو رحمان کی رحمت
قرآن کی ہر 'ز' سے ہم پائیں زہادت

ہر 'سین' سے جاگ اُٹھے نصیبے کی سعادت
ہر 'شین' سے حاصل ہو شفا اور شہادت
ہر 'صاد' ہمیں بخشے سدا صالح کی صحبت
ہر 'ضاد' بنے حق کی ضیاء اور زینت

ہر 'ط' سے ملے آنکھوں کو ہر آن طراوت
ہر 'ظ' کے پڑھنے سے ملے ظفر و عنایت
ہر 'عین' سے پڑجائے ہمیں نیکی کی عادت
ہر 'غین' سے ہم میں بڑھے دین کی غیرت

قرآن کی ہر 'ف' ہمیں دیتی رہے فرحت
ہر 'قاف' عطا کر دے ہمیں اللہ کی قُربت
قرآن کا ہر 'کاف' ہمیں بخشے کرامت
ہر 'لام' سے حاصل ہو ہمیں دید کی لذت

ہر 'میم' ہمیں دیتا رہے پیامِ محبت
ہر 'نون' سدا بخشے ہمیں نورانی نظارت
ہر 'واؤ' سے بن جائیں ہم ملّتِ وحدت
ہر 'ہمزہ' ہمیں بخشے قرآں کی اِرادت

ہر 'ھ' سے ملتی رہے ہم سب کو ہدایت
بڑھتی رہے ہر 'ی' سے اللہ کی یگانت

قرآن بنے سب کا ہی آئینۂ سیرت
جنت میں عطا ہو ہمیں قرآں کی رفاقت
سائل ہیں تیرے دَر کے میرے مولیٰ بمنت
حاصل ہو سدا ہم کو یقین کی دولت

ہم سب کی طرف سے بصد تحفۂ مدحت
دے مہبطِ قرآن محمدؐ کو تُو عظمت

مالی قربانی-ربِ رحمٰن کا قُرب پانے کی راہ

سعیدہ باسط بقاپوری_____احمدیہ ابوڈ آف پیس

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے متقی کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ جو کچھ ہم نے اُسے دیا ہے اُسے وہ ہماری رضا کی خاطر ہمارے ہی راستے میں خرچ کرنے سے نہیں گھبراتا۔

جیسا کہ سورۃ البقرہ آیت 4 میں فرمایا وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت میں بھی متقیوں کی یہی علامت بیان کی گئی ہے کہ جو کچھ بھی خدا نے انہیں دیا ہے اُسے وہ اپنی آخرت سنوارنے کی خاطر خدا ہی کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ سو گویا تقویٰ کا اہم تقاضا انفاق فی سبیل اللہ بھی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ دنیوی زندگی کو سراسر کھیل اور بے حقیقت قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے

یعنی یہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل اور غفلت کا سامان ہے۔ اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو (اور تقویٰ کے ماتحت اپنے اموال خدا کی راہ میں خرچ کرو) تو اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا۔ وہ (اپنے لئے) تمہارے مال تم سے نہیں مانگتا اگر وہ (تمہیں اجر دینے کے لئے) تمہارے مال تم سے مانگے اور تم سے (اس پر) اصرار کرے تو تم (نفاق کے پوشیدہ مادہ کے تحت اگر تم میں سے کسی میں ایسا مادہ ہے) بخل سے کام لے سکتے ہو (ایسی صورت میں) وہ ضرور تمہارے کینہ کو ظاہر کر دے گا۔ سنو تم وہ لوگ ہو جن کو اس لئے بلایا جاتا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ کرو۔ تم میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو بخل سے کام لیتے ہیں اور جو بھی بخل سے کام لے وہ اپنی جان پر ہی (ظلم کرتا ہوا) بخل سے کام لیتا ہے۔ ورنہ اللہ بے نیاز ہے اور تم ہی محتاج ہو۔ اور اگر تم پھر جاؤ تو وہ تمہاری جگہ ایک اور قوم کو بدل کر لے آئے گا۔ اور وہ تمہاری طرح (سستی کرنے والے) نہیں ہوں گے۔ (سورۃ محمد: 37 تا 39)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہی باور کرایا ہے کہ دنیوی زندگی سے دل نہ لگاؤ اور دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کو سنوارنے کا طریق یہ ہے کہ ایک مومن تقویٰ کی راہ پر گامزن ہوتے ہوئے دنیا میں کمائے ہوئے اموال کو بے دریغ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا چلا جائے۔ اس طرح وہ لہو و لعب میں پھنسنے اور اپنی آخرت کو خراب کرنے سے محفوظ ہو جائے گا۔

پس انفاق فی سبیل اللہ وہ عمل خیر ہے جس سے انسان کی آخرت سنورتی ہے اور وہ ورلی زندگی میں پیش آنے والے گڑھوں اور خندقوں میں گرنے سے بچ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی الٰہی جماعت کی بنیاد رکھتا ہے تو اس جماعت کے ماننے والوں کے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے ان سے کچھ قربانیوں کا تقاضا فرماتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا کو پانے کے لئے قربانی ایک لازمی شرط ہے۔ یہ قربانی اپنے اپنے وقت اور زمانے کے حالات پر منحصر ہوا کرتی ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مال کی قربانی بھی تھی لیکن جان کی قربانی زیادہ اہمیت رکھتی تھی۔ کیونکہ کفار کی طرف سے مسلمانوں پر مظالم کا ایک سلسلہ جاری تھا اور انہی مظالم کے تحت مسلمانوں کو جنگ کے میدان میں بھی کھینچا گیا تھا۔

لیکن اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں مسیح محمدی کے دور کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "یَضَعُ الْحَرْبَ" کی نوید سنا کر قرون اولیٰ کی مانند جنگوں اور تلوار کے جہاد کو موقوف فرما دیا اور مسیح محمدی کے فرائض میں قلمی جہاد کو شامل فرما کر مال کی قربانی کو جاری رکھا۔ کیونکہ قلمی جہاد کے لئے مال کا ہونا لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

"کیسا یہ زمانہ برکت کا ہے کہ کسی سے جانیں مانگی نہیں جاتیں۔ اور یہ زمانہ جانوں کے دینے کا نہیں بلکہ مالوں کے بشرط استطاعت خرچ کرنے کا ہے"۔

(الحکم قادیان 10 جولائی 1903)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

"تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا"۔

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 497-498)

پھر فرمایا: "اگر تم کوئی نیکی کا کام بجالاؤ گے اور اس وقت کوئی خدمت کرو گے تو

اپنی ایمانداری پر مہر لگا دوگے اور تمہاری عمریں زیادہ ہونگی۔ اور تمہارے مالوں میں برکت دی جائے گی۔" (تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ 56)

پس خدا کے نبی کی یہ آواز اب بھی اُس کے جانشین، خلیفۃ المسیح کی طرف سے دہرائی جارہی ہے کہ آؤ خدا کی راہ میں اپنے اموال پیش کرو۔ زکوٰۃ کی شکل میں، حصہ آمد کی صورت میں، چندہ عام کی صورت میں۔ تحریک جدید، وقف جدید کی صورت میں اور صدقات کی صورت میں۔ پس کیا ہی خوش نصیب ہے وہ شخص جو اپنے مال میں سے ایک حصہ، تھوڑا سا حصہ اس کی راہ میں دے اور حیاتِ جاودانی حاصل کرلے۔

ارشادِ ربّانی ہے: جو لوگ اپنے مال رات اور دن پوشیدہ (بھی) اور ظاہر (بھی) (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے رہتے ہیں اُن کے لئے اُن کے رب کے پاس اُن کا اجر (محفوظ) ہے اور نہ (تو) انہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (البقرہ:275)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! اللہ کی راہ میں خرچ کئے ہوئے کس مال کا ثواب زیادہ ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو تندرستی کی حالت میں مال کی خواہش ہوتے ہوئے، محتاجی سے ڈر کر، مالداری کی طمع رکھ کر، خرچ کرے۔ اور اتنی دیر مت کر کہ جان حلق میں آن پہنچے تو اس وقت تو کہے کہ فلاں کو اتنا دینا اور فلاں کو اتنا دینا، حالانکہ اب تو وہ مال کسی اور کا ہو ہی چکا۔

(صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب ای الصدقۃ افضل حدیث نمبر:1419)

پس انتہائی نازک اور مشکل حالات میں دلی جذبات کو قربان کرتے ہوئے راہِ خدا میں قربانی پیش کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ مالی تنگی کے باوجود خدا کی راہ میں خرچ کرنا بلکہ اپنا سب کچھ پیش کر دینا واقعی صبر اور قربانی کا انتہائی بلند مقام ہے۔ مالی قربانی کی عظمت کا معیار اس کی مقدار نہیں بلکہ وہ خلوص، جذبہ اور نیت ہے جس سے وہ قربانی پیش کی جاتی ہے۔

اسی ضمن میں ہمارے پیارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

" اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس جماعت پر، اس پیاری جماعت پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس میں شامل ہونے کے بعد افرادِ جماعت اپنے عہد کے مطابق مالی قربانیوں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت کہ نیک باتوں کی یاد دہانی کراتے رہنا چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے وقتاً فوقتاً جماعت کو مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تاکہ اگر کوئی سست ہو رہا ہے تو اس کو اس طرف توجہ پیدا ہو جائے اور جو نئے آنے والے ہیں اور نوجوان ہیں ان کو مالی قربانیوں کا احساس ہو جائے، اس اہمیت کا احساس ہو جائے کہ مالی قربانی بھی ایک انتہائی ضروری چیز ہے اور وہ اپنی اصلاح کے لئے اور اپنے نفس کو پاک کرنے کے لئے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے بن جائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ۔ (سورۃ التغابن:17) کہ اپنے مال اس کی راہ میں خرچ کرتے رہو یہ تمہاری جانوں کے لئے بہتر ہوگا۔ قرآن کریم میں مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلانے کے بارہ میں بے شمار ارشادات ہیں اور یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو پورا اجر دیتا ہے۔ اس دنیا میں بھی اجر ہے اور مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہونگے۔ اس لئے ہمیشہ اپنے مال کا بہترین ٹکڑا اُس کی راہ میں خرچ کرو۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

" کہ آج جب اسلام کے خلاف ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی راہنمائی میں دلائل قاطعہ کے ذریعہ سے جواب دینے کے لئے کھڑا کیا ہے اور جس کی تیاری کے لئے جیسا کہ میں نے کہا کہ مالی قربانی کی ضرورت ہے، ہمیں اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے مالی قربانیوں کی طرف توجہ دینے کی بہت زیادہ ضرورت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے جیسا کہ فرمایا ہے کہ اگر ہم مالی قربانیوں کی طرف توجہ نہیں کریں گے تو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والے ہوں گے۔ اپنے آپ کو دین کی خدمت سے محروم کر رہے ہوں گے۔ اور دین کی خدمت سے محروم ہونے کا مطلب ہی اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اللہ کرے کہ آج ہماری قربانیوں کی تڑپ بھی اسی طرح سچی تڑپ ہو جس طرح پہلوں کی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے ساتھ ملاتے ہوئے پاک نمونے قائم کرنے کی توفیق دے۔ ہمیں اس آیت کے مطابق اس بات کا ادراک عطا فرمائے اور عمل کرنے کی توفیق دے جس کی میں نے تلاوت کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کرو۔ یقیناً اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 31 مارچ 2006)

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک بے نفس ہو کر اور بڑھ چڑھ کر مالی قربانی کرنے والا بن سکے۔ کیونکہ دراصل یہ سعادت ایک احمدی کے نصیب میں ہی ہے کہ وہ قربانی کر کے، اپنے نفس کی اصلاح کی خاطر، اپنے رب کی رضا کی خاطر اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ یہ سعادت اس دور میں کسی اور انسان کو حاصل نہیں کہ وہ اپنی اصلاح اور آخرت سنوارنے نیز قربِ خداوندی پانے کی غرض سے اپنے مال کی قربانی کرنے والا ہو۔

جواب رشتے تلاش کریں:

جواب: بھانجی۔ داماد۔ سہیلی۔

بھابھی۔ ہم زلف۔ جیٹھ

جواب: بوجھو تو جانیں

1. بحری جہاز
2. لائبریری
3. سوئی
4. اس کا نام "مٹھو" ہے
5. داماد اور ساس ہیں

بد ظنی ہلاکت خیز بُرائی

ناصرہ بیگم_____احمدیہ ابوڈ آف پیس

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ۔ (الحجرات:13)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔

ظن کا مطلب ہے کسی کے متعلق گمان کر لینا یا کچھ خیال کر لینا۔ ظن دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ظن سے پہلے اگر حُسن کا لفظ لگ جائے تو یہ حُسنِ ظن بن جاتا ہے یعنی دوسروں کے متعلق اچھا سوچنا اور مثبت پہلو اختیار کرنا۔ اس طرح حُسنِ ظن ایک عبادت بن جاتا ہے۔ لیکن جب ہم اس کے متضاد ہو جاتے ہیں تو وہ سُوئے ظن بن جاتا ہے جو بد ظنی کہلاتا ہے۔ اس طرح یہ بد گمانی گناہ بن جاتی ہے۔

يُبْصِرُ اَحَدُكُمُ الْقَذَاةَ فِيْ عَيْنِ اَخِيْهِ وَيَنْسَى الْجِذْعَ فِيْ عَيْنِهٖ

(الترغیب والترھیب باب الترھیب حدیث نمبر 3455 صفحہ 242)

ترجمہ: اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو انسان کو نظر آتا ہے لیکن اپنی آنکھ میں پڑا ہوا شہتیر وہ بھول جاتا ہے۔

اس حدیث میں ایک بہت ہی اہم معاشرتی برائی کا ذکر ہے اور بظاہر یہاں صرف بد گمانی کا ذکر ہے۔ لیکن بد ظنی اور بد گمانی دراصل حسد کے باعث پیدا ہوتی ہیں۔ پھر انسان بد گمانی اور بد ظنی کا شکار ہوتا ہے اور اس طرح بعض اوقات کوئی معمولی سی بات جو شاید اتنی اہمیت کی حامل نظر نہیں آتی وہی برائی دوسرے میں بہت نمایاں محسوس ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت اخلاقی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے اکثر لوگوں میں بد ظنی کا حرض بڑھا ہوا ہوتا ہے وہ اپنے بھائی کی نسبت بُرے بُرے خیالات کرنے لگتے ہیں اور ایسے عیوب اُس کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں کہ اگر وہی عیب اُن کی طرف منسوب ہوں تو اُن کو سخت ناگوار معلوم ہوں۔ اس لیئے اوّل ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بد ظنی نہ کی جائے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جائے کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور اُنس پیدا ہوتا ہے اور آپس میں قوت پیدا ہوتی ہے اور اس کے باعث انسان بعض دوسرے عیوب مثلاً کینہ، بُغض، حسد سے بچا رہتا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 214-215)

اس برائی سے نجات پانے کا بہترین ذریعہ ہے کہ ہمیشہ ہر کسی کے بارے میں مثبت خیالات کا حامل رہا جائے اور کسی کی کوئی برائی محسوس ہو تو اُس کے لئے دعا کی جائے اور جہاں تک ممکن ہو محبت کی نظر سے دیکھا جائے۔ اس حدیث سے ایک اور نصیحت جو ملتی ہے وہ یہ ہے کہ جب انسان دوسروں میں برائیاں گننے کا عادی ہو جائے تب اسکی آنکھ کا تنکا ضرور شہتیر بن جاتا ہے کیونکہ پھر ایسے شخص میں دوسروں پر تنقید کرنے کی عادت پختہ ہو جاتی ہے اور ایسا کرنے سے اپنی ہر بڑی بُرائی حتّٰی کہ غیبت بھی نظر انداز ہوتی ہے اور انسان اخلاقی کمزوری کی گہری کھائی میں دھنستا چلا جاتا ہے۔ کیونکہ دوسروں کی برائیاں کرنے والا شخص صرف بد ظنی نہیں کرتا بلکہ اس کے ساتھ جڑے ہوئے تمام غلط کام اُس سے سرزد ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بارہا اپنے خطبات میں حسد، بد ظنی، غیبت، تجسس وغیرہ جیسی بیماریوں سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ نے اپنے ایک خطبہ میں مذکورہ بالا حدیث کے حوالے سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا

”پس اگر اس سنہری اصول کو ہر ایک یاد رکھے اور اپنے ایمان پر نظر رکھے اور ہر بات اور ہر عمل کرنے سے پہلے یہ سوچ لے کہ خدا تعالیٰ مجھے جو ہر وقت دیکھنے والا ہے، غیب کا بھی علم رکھتا ہے اور موجود کا بھی علم رکھنے والا ہے، دل کا بھی حال جاننے والا ہے، تو بجائے دوسروں کے عیب تلاش کرنے کے انسان اپنی عاقبت کی فکر میں لگا رہے گا“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 مئی 2006ء)

خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک محاسبۂ نفس کرتے ہوئے ان بیماریوں سے محفوظ رہے اور ایک پاکیزہ معاشرے کی بنیاد قائم کرنے والا بنے۔ آمین۔

سورۃ فاتحہ معطّر مانند گلاب

امتہ القیوم اعجاز_____احمدیہ ابوڈ آف پیس

سورۃ فاتحہ کو گلاب کے پھول کے ساتھ روحانی مناسبت ہے۔ جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"اس عاجز نے اپنی نظر کشی میں سورۃ فاتحہ کو دیکھا کہ ایک ورق پر لکھی ہوئی اس عاجز کے ہاتھ میں ہے اور ایک ایسی خوبصورت اور دلکش شکل میں ہے گویا وہ کاغذ جس پر سورۃ فاتحہ لکھی ہے سُرخ سرخ اور ملائم گلاب کے پھولوں سے اس قدر لدا ہوا ہے کہ جس کی کوئی انتہاء نہیں اور جب یہ عاجز اس سورۃ کی کوئی آیت پڑھتا ہے تو اس میں بہت سے گلاب کے پھول ایک خوش آواز کیساتھ پرواز کر کے اُوپر کی طرف اُڑتے ہیں اور وہ پھول نہایت تر و تازہ اور خوشبودار ہیں جن کے اوپر چڑھنے کے وقت دل و دماغ معطر ہو جاتا ہے"۔

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ 395)

قرآن کریم کی تمام سورتوں کے نام خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الہام الٰہی کے ماتحت رکھے۔ بعض سورتیں مکّی ہیں اور بعض مدنی ہیں۔ مکّی اور مدنی سے مقصود سورتوں کے نزول کا وطن نہیں بلکہ دَور مراد ہیں جو سورتیں ہجرت سے پہلے نازل ہوئیں خواہ وہ کسی جگہ نازل ہوئیں وہ مکّی ہیں اور جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں وہ مدنی کہلاتی ہیں مثلاً اگر کوئی سورۃ فتح مکہ کے وقت نازل ہوئی تو وہ مدنی کہلائی خواہ مکّہ میں ہی نازل ہوئی۔

سورۃ فاتحہ مکّی سورۃ ہے۔ بسم اللہ سمیت اس کی سات آیات ہیں۔ یہ قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ یہ دو دفعہ نازل ہوئی۔ یہ مکّی بھی ہے اور مدنی بھی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 7)

اس سورۃ کے بہت سے نام ہیں مثلاً سورۃ الصلوٰۃ، سورۃ الحمد، اُمّ القرآن۔ سبع الثانی۔ اُمّ الکتاب۔ الشفا۔ الرقیہ۔ سورۃ الکنز۔ النور وغیرہ۔ بسم اللہ سمیت اس کی سات آیات ہیں اس لئے یہ سبع الثانی کہلاتی ہے۔ بسم اللہ کے 19 حروف ہیں۔ ب۔ س۔ م۔ ا۔ ل۔ ل۔ ہ۔ ا۔ ل۔ ر۔ ح۔ م۔ ن۔ ا۔ ل۔ ر۔ ح۔ ی۔ م اور دوزخ کے 19 حروف ہیں۔ قرآن کریم میں ہر سورۃ سے پہلے بسم اللہ آتی ہے سوائے سورۃ التوبہ کے کیونکہ وہ پچھلی سورۃ، سورۃ الانفال کا ہی حصّہ ہے۔

ہر اچھا کام کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ لینا چاہیئے۔ ہر سورۃ سے پہلے بسم اللہ اس لئے رکھی کہ یہ قرآن کریم ایک خزانہ ہے جسے اللہ کے نام کے بغیر نہیں کھولا جا سکتا۔

قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک خط کا ذکر ہے جو آپ نے ملکہ سبا کو لکھا اور اس کو بسم اللہ سے شروع کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں سوار ہونے کے وقت بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖہَا پڑھا۔

بسم اللہ کے بعد پہلا الحمدُ للہ ہے یہ اس طرف اشارہ ہے کہ تعمیری کام کرو جس پر الحمدُ للہ کہا جا سکے۔ عام روز مرّہ زندگی میں بھی ہم خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کیلئے الحمدُ للہ کا لفظ بولتے ہیں یعنی اُس خدا کی تمام تعریف جس کی بدولت یہ کام ہوا۔ حمد صرف حقیقی اور سچی تعریف کیلئے آتا ہے۔ جبکہ مدح جھوٹی اور سچی دونوں کے لئے آتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" دیکھو قرآن کی ابتدا اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ سے کی گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ جو سب جہان کا رب ہے ہمارا اُس کے ساتھ تعلق ہے۔ اگر کوئی غم ہے تو اس کے لیئے۔ اگر کوئی راحت ہے تو اس کے لیئے۔ اس لیئے ہمارے لیے تو عید ہی عید ہے"۔ (خطبات محمود اوّل صفحہ 75)

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ اِیَّا تنہا نہیں آتا اس کے ساتھ ضمیر ضرور آئی ہے مثلاً اِیَّاہُ۔ اِیَّاکَ۔ اِیَّاھُمۡ وغیرہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا بہت تکرار کرو (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 148)

نَعۡبُدُ کیساتھ جب تک ہو نہ شامل نستعین
زندگانی میں حقیقی انقلاب آسکتا نہیں

اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ اے خدا ہماری سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ بعض اوقات انسان کے دل میں دین کے بارے میں وساوس پیدا ہوتے ہیں خاص طور پر اس معاشرہ میں جبکہ لوگ دین سے بہت دور جا چکے ہیں اور دہریت کا زور ہے۔ اس میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو خدا کو مانتے ہی نہیں ہیں اور دوسرے جو مانتے ہیں مگر ان میں بھی دہریت کی رگ ہے۔ اس سے بچنے کیلئے یہ بہت اچھی دعا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے بچوں سے کہیں کہ یہ آیت بار بار پڑھا کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں استقامت سے مراد یہ ہے کہ ایسا ایمان دل میں رَچ جائے کہ کسی ابتلا کے وقت ٹھوکر نہ کھاویں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 137)

اس سے اگلی آیت میں منعم علیہ گروہ کا ذکر ہے یعنی نبوّت۔ صدیقیت۔ شہادت اور صالحیت یعنی اگر ہم اللہ کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلیں گے تو وہ انعام ہمیں بھی مل سکتا ہے۔ سورۃ فاتحہ ہر نماز میں اور ہر رکعت میں پڑھنی ضروری ہے سوائے اس کے کہ مقتدی کے نماز میں شامل ہونے سے پہلے امام رکوع میں جا چکا ہو۔ **(بقیہ صفحہ 16 پر)**

صبر کی اہمیت

راشدہ طاہر_____ونڈسر

انسان کا وہ طرز عمل اور برتاؤ جس کے تحت اس میں یہ صلاحیت پیدا ہو جائے کہ وہ زندگی میں پیدا ہونے والے مسائل اور ناموافق حالات پر بھی مطمئن رہ سکے ''صبر'' کہلاتا ہے۔ صبر کے لغوی معنی ہیں روکنا۔ برداشت کرنا ثابت قدم رہنا۔ صبر کے ذریعے انسان میں اپنے ارادے کو مضبوط بنانے اور قوت ارادی کو مستحکم رکھنے کی زبردست صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ صبر اخلاقِ فاضلہ میں شامل ہے جس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد فرمایا

اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ ۝ (سورہ ہود:12)

ترجمہ: سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے صبر کیا اور نیک اعمال بجالائے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے ایک بڑی مغفرت اور ایک بہت بڑا اجر ہے۔

انسان کی زندگی میں بہت سے مسائل آتے ہیں جن کا بہادری سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بہت سی دنیاوی مشکلات میں سے انسان بہت تکلیف سے گزرتا ہے۔ ان کا سلسلہ معمولی مسائل سے لے کر جان لیوا بیماریوں اور عزیزوں کی جدائی (موت) تک ہے۔ ان مشکلات میں بھی مومن کے لئے بھلائی موجود ہے۔ ایک مومن کے لئے مصائب اور آزمائش اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کا موقع ہیں۔ اگر انسان حالات کا مقابلہ صبر کے ساتھ کرے تو اللہ جو بے انتہا مہربان ہے اُس کو بے حساب اجر عطا کرے گا۔

وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَ الۡجُوۡعِ وَ نَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ۝ (سورۃ البقرۃ:156)

ترجمہ: اور ہم ضرور تمہیں کچھ خوف اور کچھ بھوک اور کچھ اموال اور جانوں اور پھلوں کے نقصان کے ذریعہ آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں بڑی بڑی تکلیفیں پہنچنا اور اس پر صبر اور دعا۔ بندے کو خیر کا موجب بناتے ہی ہیں مگر اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کو نوازنے والی وہ ہستی ہے جو چھوٹی سے چھوٹی تکلیف جو مومن کو پہنچتی ہے اُس پر بھی اُسے نوازے بغیر نہیں چھوڑتا۔ چنانچہ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، بے چینی، تکلیف اور غم پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے۔ تو اسکے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المرضی باب ماجاء فی کفارۃ المرض حدیث نمبر 5641)

بہت سے مواقع ایسے آتے ہیں جب انسان غصہ دباتا ہے، صبر کرتا ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کرتا ہے تو وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنتا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصول بیان کر دیا کہ مصیبت کے وقت اللہ کے آگے جھکنا اور صبر کرنا اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ پس صبر یہ ہے کہ جب تم آزمائے جا رہے ہو تو اُس آزمائش کو دل و جان سے قبول کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہو۔

ایک عورت کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ اس کا ایک بچہ مر گیا اور وہ قبر پر کھڑی سیاپا کرنے لگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا تُو خدا سے ڈر اور صبر کر، اُس کم بخت نے جواب دیا کہ تُو جا، تجھ پر مجھ جیسی مصیبت نہیں پڑی۔ بدبخت نہیں جانتی تھی کہ آپؐ گیارہ بچوں کے فوت ہونے پر بھی صبر کرنے والے ہیں۔ جب اس کو بعد میں معلوم ہوا کہ اسکو نصیحت کرنے والے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تو پھر آپؐ کے گھر آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَیں صبر کرتی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا صبر وہ ہے جو پہلے ہی مصیبت پر آجائے۔

(منقول از الفضل 22 ستمبر 2001)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی آزمائشوں سے عبارت ہے۔ آپؐ نے دین کی سربلندی اور کفر کو مٹانے کے لیئے تمام تکالیف اور مشکلات کو صبر و استقلال اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ جب بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اُسے عزت بخشتا ہے۔ (سنن الترمذی حدیث 2325)

پس جسے اللہ تعالیٰ عزت بخشے اُس سے بڑا ایک بندے کے لئے کیا اعزاز ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا

''منجملہ انسان کے طبع امور کے ایک صبر ہے جو اس کو ان مصیبتوں اور بیماریوں اور دکھوں پر کرنا پڑتا ہے جو اس پر ہمیشہ پڑتے رہتے ہیں۔ اور انسان بہت سیاپے اور جزع فزع کے بعد صبر اختیار کرتا ہے لیکن جاننا چاہیئے کہ خدا کی پاک کتاب کی رُو سے وہ صبر اخلاق میں داخل نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک حالت ہے جو تھک جانے کے بعد ضرورتاً ظاہر ہو

جاتی ہے۔یعنی انسان کی طبعی حالتوں میں سے یہ بھی ایک حالت ہے کہ وہ مصیبت کے ظاہر ہونے کے وقت پہلے روتا، چیختا، سر پیٹتا ہے۔ آخر بہت سا بخار نکال کر جوش تھم جاتا ہے اور انتہا تک پہنچ کر پیچھے ہٹنا پڑتا ہے پس یہ دونوں حرکتیں طبعی ہیں۔ان کو خلق سے کچھ تعلق نہیں۔بلکہ اس کے متعلق خُلق یہ ہے کہ جب کوئی چیز اپنے ہاتھ سے جاتی رہے تو اس چیز کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر کوئی شکایت منہ پر نہ لاوے اور یہ کہہ کر کہ خدا کا تھا، خدا نے لے لیا اور ہم اسکی رضا کے ساتھ راضی ہیں۔(روحانی خزائن جلد10 صفحہ 361-362، اسلامی اصول کی فلاسفی)

صبر اور ثبات کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔چنانچہ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۞(البقرۃ:251)

اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

(بقیہ از صفحہ نمبر14)

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آؤ میں تمہیں قرآن کی سب سے بڑی سورۃ سکھاؤں اور پھر سورۃ فاتحہ سکھلائی۔(بخاری کتاب فضائل القرآن)

اَلرُّقْیَہ۔اس سورۃ کا ایک نام الرقیہ یعنی دم کرنیوالی سورۃ بھی ہے۔ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ کسی کو سانپ نے ڈس لیا تھا میں نے اس پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو اُسے شفا ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا تم کو کس طرح معلوم کہ یہ دم کرنیوالی سورۃ ہے۔اس صحابی نے عرض کی یارسول اللہ بس میرے دل میں یہ بات آگئی تھی۔ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ نماز میں لذت و شوق و تضرّع کیونکر پیدا ہووے آپؑ نے فرمایا کہ نماز میں دیر لگاؤ اور اِھْدِنا الصراط المستقیم زیادہ پڑھو۔

پس یہ روحانی دولت کا نہ ختم ہونیوالا خزانہ ہے اس کو اخلاص کیساتھ پڑھنا چاہیئے۔اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوسکتی اور جب امام بالجہر پڑھ رہا ہو تو مقتدی کیلئے یہ حکم ہے کہ وہ دل میں اُسکے پیچھے دہرائے۔باقی سورتیں اگر آتی بھی ہوں تو وہ امام کے پیچھے نہیں دہرانی چاہیئے صرف سُننے کا حکم ہے۔

یہ ایک چھوٹی سی سورۃ ہے لیکن دریا کو کوزے میں بند کر دینے کے مترادف ہے۔اس کو اُمُّ القرآن اور اُمُّ الکتاب بھی کہا گیا۔قرآن کریم کی کسی اور سورۃ کے اتنے نام بیان نہیں ہوئے جتنے سورۃ فاتحہ کے بیان ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس سورۃ کی برکت سے ہمیں ہر پہلو سے، ہر لحظہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اے دوستو جو پڑھتے ہو اُم الکتاب کو — اب دیکھو میری آنکھوں سے اس آفتاب کو
سوچو دُعاء فاتحہ کو پڑھ کے بار بار — کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار

(دُرِّ ثمین)

پردیس میں میکے کی یاد

نعیمہ مبشر_____ایڈمنٹن ویسٹ

میری اماں۔۔۔میرے باوا۔۔۔۔
میری بہنا۔۔میرے بھیا۔۔۔
مجھے اک بات کہنی ہے
بہت میں بولتی ہوں....پر۔۔۔۔ کبھی یہ کہہ نہیں پائی
کہ میں ہوں جاں بلب تب سے۔۔۔۔ہوئی تم سے جدا جب سے
میرے بچپن کے دن سارے۔۔۔۔۔اکٹھے جب تھے ہم سارے
صحن باوا کے گھر کا وہ
ہوا کولر کی لاتا جو
حقیقت میں وہ آتی تھی
ہمیں یہ بات بتلانے
کہ اے نادان۔۔۔۔۔
یہ اس رشتے کی ٹھنڈک ہے۔۔۔جسے ہم میکہ کہتے ہیں
محبت۔۔پیار تھا جس میں۔۔۔۔بہت احساس تھا جس میں
کہاں وہ دن، کہاں یہ دن
بہت ہیں رونقیں باہر۔۔۔۔میرے اندر تو سب چپ ہے
میری اماں میرے باوا۔۔۔خدا عمر خضر دے وے
میری بہنا میرے بھیا۔۔۔خدا ہر مہر کر دے وے
میرے دل کے یہ سب ٹکڑے
کبھی یکجا جو ہو جاویں
میرے اندر بھی رونق ہو
میں پھر سے بولنے لگوں
جہاں روکا تھا قدموں کو
وہیں سے دوڑنے لگوں
لگیں مجھ کو کبھی جو پَر
تو اُڑ کے جاؤں اپنے گھر
میری اماں۔۔۔۔میرے بھیا۔۔۔۔
مجھے بس اتنا کہنا ہے
مجھے تم یاد آتے ہو۔

نظامِ وصیت تربیتِ نفس

قتیبہ مجید-----پیس ویلج ایسٹ

وصیت عربی لفظ ہے جو و، ص، ی سے نکلا ہے۔ عربی لغات تاج العروس اور بحر محیط کے مطابق ملانے اور جوڑنے کا مطلب رکھتا ہے جبکہ ایک اور معنی حکم اور تاکید بھی ہے۔

جیسے قرآن مجید میں آتا ہے کہ ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی۔۔۔(البقرۃ: 133) یعنی تاکیدی حکم دیا۔ سورۃ النصر میں مومنین ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تاکید کرتے ہیں اور دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ وہ سچائی اور مضبوطی سے ایک دوسرے سے جڑے رہتے ہیں۔ یوں وصیت کا مطلب کسی واقعہ (مثلاً وفات) کے پیش ہونے سے پہلے یا کسی خاص معاملے کے لیے ہدایات دینا، نصائح دینا یا کچھ اور فرض کو لازم کر دینا ہے جس طرح قرآن کریم وراثت کے قوانین بیان کرنے سے پہلے یہ معاملہ فرض قرار دیتا ہے۔ یعنی فرمایا یُوۡصِیۡکُمُ اللّٰہُ فِیۡۤ اَوۡلَادِکُمۡ ۔(النساء:12)

یعنی وصیت ایک ایسا اسلامی نظام ہے جس کا جاری رہنا ضروری ہے۔ انسان اپنی زندگی جس محنت اور کوشش سے دن رات بسر کرتا ہے اس کے پیچھے ایک مطمع نظر ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اصل بات فاستبقو الخیرات ہے۔ نیکیوں میں آگے بڑھو، اچھے نمونے پیدا کرو۔ تقویٰ کی راہیں طے کرو، مخلوقِ خدا سے ہمدردی کرو۔ یہی باتیں تمام انبیاءؑ کرتے رہے اور اسی تعلیم کو خاتم الرسل حضرت محمد ﷺ نے احسن اور مکمل کیا اور اسی تعلیم کو آپؐ کے مسیح اور مہدی نے بیان کیا اور جب خدا کی طرف سے وفات کی خبر پائی تو دردِ دل سے اپنی جماعت کو نصائح فرمائیں اور الٰہی منشاء کے مطابق اسلام اور قرآن کی برتری کو ساری دنیا میں ثابت کرنے کے لیے ایک مستقل نظام کا اعلان فرمایا جسے نظامِ وصیت کا نام دیا گیا جس میں شامل ہونے والوں کو اپنی آمد اور جائیداد کا کم از کم 10 فیصد حصہ اس مقصد کے لیے دینا پڑے گا۔ یہ ایک جنتی نظام ہے لیکن صرف پیسہ روپیہ دینے سے جنت حاصل نہیں ہو سکتی نفس کو پاک کرنے کی ضرورت ہے جب تک نفس کا شیطان مرے گا نہیں، جب تک نفس کا سرکش گھوڑا قابو میں نہیں آئے گا دنیا کی خواہشات دم نہیں توڑیں گی، ہم اس جنت کی خوشبو کو حاصل نہیں کر سکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس کی بابت فرمایا "اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں"۔(رسالہ الوصیت 15)

نظامِ وصیت میں شامل ہونے کے لیے اور شامل ہونے کے بعد انسان ایک نئے میدان میں اترنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کرتا ہے۔ وہ جنت جو دراصل خدا کی رضا ہے۔ اس کو حاصل کرنے کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کے فرمان کو ہمیشہ سامنے رکھتا ہے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے پھر ایک نئی زندگی میں داخل ہوتا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں۔" جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اُٹھالو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آجاؤ گے"۔(رسالہ الوصیت صفحہ 7)

نظامِ وصیت ایک ایسا نظام ہے جو انسان کے دل میں دنیا کی محبت کو ختم کرتا ہے اور ایک خاص کوشش، لگن اور فرمانبرداری سے خدا کی محبت کو حاصل کرنے میں لگ جاتا ہے۔ اس کا نفس خود اس کا مربی بن جاتا ہے۔ وہ تقویٰ کی پہلی سیڑھی پر چڑھ جاتا ہے جس کی بابت حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا

"اور چاہیے کہ تم بھی ہمدردی اور نفسوں کو پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ پاؤ کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتا"۔(رسالہ الوصیت صفحہ 7)

انسان کے ظاہری اعمال کا باطن سے تعلق بن جاتا ہے جب وہ ایک چھوٹی سی نیکی کرتا ہے تو اس کا دل برائی کو روکنے کی طاقت پکڑتا ہے۔ وہ خدا کو راضی کرنے کے لیے اسی کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتا ہے تو پھر اعلیٰ درجہ کی نیکیوں اور اعلیٰ درجہ کی عبادات کی طرف چل پڑتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"پس تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اس سے فیض پاتے جاؤ اور حضرت مسیح موعودؑ کے درختِ وجود کی سرسبز اور ثمرات دار شاخیں بنتے چلے جاؤ۔ آج خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں قائم کرنے کے لیے قربانیوں کے اعلیٰ معیار تم نے قائم کرنے ہیں"۔

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ قادیان دسمبر 2005)

یہ ایک ایسا نظام ہے جو عالمی نظام کی حیثیت رکھتا ہے اس کے ذریعہ جو شیریں پھل

عطا ہو رہے ہیں، قرآن اور اسلام کی تعلیم جو دنیا کے کونے کونے میں پہنچ رہی ہے، خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی جزا اُن سب کو عطا ہو گی جو اس نظام کی بنیادوں کو پانی دینے والے ہیں اس جہاد میں شامل ہونے والے عذاب سے بچنے والی راہ پر چل پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۞(الصف:11)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت پر مطلع کروں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے نجات دے گی؟

پس ہم سب کو ایسی ہی تجارت میں اپنا مال لگا دینا چاہیے اپنی جان لگا دینی چاہیے اپنا وقت لگا دینا چاہیے جس کے نتیجہ میں وہ ملے گا جس کا وعدہ خدا دیتا ہے۔

پھر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞(الصف آیت 12)

وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں اور ایسے پاکیزہ گھروں مین بھی جو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں ہیں یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

آیئے اس نظام میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے، شامل ہو جائیں۔ اصلاحِ نفس کے لیے، اشاعتِ دین کے لیے، مخلوقِ خدا کی ہمدردی کے لیے، انسانیت کی بقاء کے لیے اور حضرت مسیح موعودؑ کی دُعاؤں سے حصہ پانے کے لیے۔

جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں

''اور میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لیے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یارب العالمین۔(رسالہ الوصیت صفحہ 15)

مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

خالدہ ظفر-----بریمپٹن سپرنگ ڈیل

میں اپنی نواسی کی پیدائش کے موقع پر اپنی بیٹی کے پاس ٹیکسس امریکہ گئی۔ ان کے حلقے فورٹ ورتھ میں مسجد کی افتتاحی تقریب تھی جس میں یو ایس اے کے امیر جماعت مکرم و محترم مرزا مغفور احمد صاحب کو مہمان خصوصی کے طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ نیز گلف ریجن کے لوگ بھی مدعو تھے۔

ماشاءاللہ بہت ہی پیاری مسجد ہے۔ پروگرام کے مطابق سجاوٹ کے لیئے مسجد سے باہر حضرت مسیح موعودؑ کی تصاویر آویزاں تھیں۔ خوبصورت بینرز لگے ہوئے تھے۔ مسجد میں داخل ہوئے تو ایسا لگ رہا تھا کہ آج عید کا دن ہے۔ بڑوں سے لے کر بچے بچیاں ماشاءاللہ خوب سجے ہوئے تھے۔ سب کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے۔ نماز ظہر و عصر ادا کی گئی۔ امیر صاحب کا خطاب ہوا جس کے بعد سب حاضرین کو کھانا پیش کیا گیا۔

پروگرام کے بعد وہاں کی خواتین سے بات چیت ہوتی رہی۔ سب کے لبوں پر ایک ہی بات تھی کہ خدا کا شکر ہے کہ آج ہم اپنی مسجد میں ہیں، اپنی مرضی سے پروگرام کر سکتے ہیں۔ ورنہ کرائے پر بلڈنگ لیتے تھے جہاں کا معینہ وقت پورا ہوتے ہی وہاں سے جلد از جلد باہر نکلنا پڑتا تھا۔ اب اللہ کے فضل سے یہاں پر بچوں کے لیے علیحدہ کمرے ہیں، سپورٹس ہال ہے، کچن، لائبریری، غرض خدا کے فضل سے بہت وسیع عمارت بنی بنائی ملی ہے۔ گفتگو کے دوران وہاں پر غانا سے آئی ہوئی ایک خاتون سے بات چیت ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ ہم غانا سے تقریباً ایک سال پہلے ڈیلس آئے ہیں۔ ہماری یہی خواہش تھی کہ کوئی احمدی ملے یا مسجد ملے تو ہم وہاں جانا شروع کریں۔ یُوں ایک دن اُن کے شوہر مسجد کے قریب موجود سٹور سے کچھ لینے آئے تو وہاں پر اُن کی نظر اُس عمارت پر پڑی جس پر حضرت مسیح موعودؑ کی تصویر تھی اور نیچے مسجد بیت القیوم تحریر تھا۔ یہ دیکھ کر اُن کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور پھر ہم نے کوشش کر کے اس مسجد کے پاس ہی گھر لے لیا ہے اب ہم مسجد کے قریب ہوتے ہوئے بہت خوش ہیں۔ اُن کی یہ بات سن کر میری آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ یہ الہام ''میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کس طرح پوری شان و شوکت سے پورا ہو رہا ہے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ آج بھی حضرت مسیح موعودؑ کا یہ الہام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ پوری دنیا میں سچ ثابت ہو رہا ہے کہ جہاں مرضی، جس ملک میں چلے جائیں وہاں پر مسیح کے ماننے والے ضرور ملتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں سچا اور اطاعت گزار احمدی بننے کی توفیق دے۔ آمین

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم مسیحِ وقت کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے ساتھ ساتھ اپنی مساجد کو آباد کرنے والے ہوں اور اللہ ہمارے سینے کو اپنے نور سے ہمیشہ بھرے رکھے۔ آمین ثم آمین۔

ہمارا دین اور حُسنِ مُعاشرت کے حسین رَنگ

سمیرا داؤد-----ویسٹن از لنگٹن

"اندھے پر کوئی حرج نہیں اور نہ لُولے لنگڑے پر حرج ہے اور نہ مریض پر اور نہ تم لوگوں پر کہ تم اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھپھیوں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اس کے گھر سے جس کی چابیاں تمہارے قبضے میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کھاؤ، تم پر کوئی گناہ نہیں خواہ تم اکٹھے کھانا کھاؤ یا الگ الگ۔ پس جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے لوگوں پر اللہ کی طرف سے ایک بابرکت پاکیزہ سلامتی کا تحفہ بھیجا کرو۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے آیات کو کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم عقل کرو۔ (سورۃ النور آیت 62)

مندرجہ بالا آیت کے ترجمے سے انسانی معاشرے کی تشکیل کے اہم ستون یعنی حقوق العباد کے تین راہنما اصول بیان ہوئے ہیں۔ یہ ایسے اصول ہیں جن کو اپنی روزمرہ زندگی میں شامل کر کے ہم ایک ایسے حسین معاشرے اور ماحول کی بنیاد مضبوط کر سکتے ہیں جس کی تلقین اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے۔

یہ تین اصول ہیں صلہ رحمی، مہمان نوازی اور خوش اخلاقی، بلکہ خوش اخلاقی ہی کے زمرے میں صلہ رحمی، مہمان نوازی اور سلام کو رواج دینا آتا ہے۔ اس آیت کے شروع میں ہی فرمایا گیا ہے کہ کسی اندھے، لولے لنگڑے یا مریض پر کوئی حرج نہیں کہ اگر وہ اپنے عزیز رشتے داروں کے گھروں میں جائیں اور کچھ کھانے پینے کو دیا جائے تو ضرور استفادہ کریں۔ اس بات میں کمال حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ جسمانی طور پر معذور یا عیب دار لوگ اکثر اپنی کمزوریوں کی وجہ سے اور کچھ دوسرے لوگوں کے سلوک کی وجہ سے ایسی جگہوں پر جانے سے کتراتے ہیں جہاں آپس میں اکٹھے مل بیٹھنے کے مواقع ہوں، انہیں اس بات کی جھجک ہوتی ہے کہ شاید دوسرے ان کی موجودگی کو پسند نہ کریں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے کمزور لوگوں کو پہلے اور باقی لوگوں کو بعد میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے عزیز رشتے داروں کے گھروں میں جانے سے یا ان کے کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ایسے لوگوں کا زیادہ حق ہے کہ ان کی تالیف قلب اور اللہ کی خوشنودی کے حصول کے لئے ایسے مواقع پر جب سب لوگ اکٹھے ہوں یا کبھی اکیلے ہی ان کو کہیں جانے کو موقع ملے تو خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے ان کی خاطر مدارات کی جائے اور ان کو دیکھ کر کسی کراہت کا یا ناپسندیدگی کا اظہار نہ کیا جائے اس ضمن میں حضرت مسیح موعود نے اپنی تفسیر القرآن میں فرمایا ہے کہ مریضوں اور ایسے جسمانی طور پر کمزور لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں، چھوت چھات ہندوؤں کا عقیدہ اور ان مذاہب کی کمزوری پر دلیل ہے جو ہاتھ لگانے سے بھی جاتا رہتا ہے اسلام کی بنیاد قوی تھی اس لیے اس نے ایسی باتوں کو اپنے مذہب میں نہیں رکھا۔ (تفسیر القرآن جلد ششم صفحہ 200)

ہمارا پاکستانی معاشرہ ایک لمبے عرصے تک برصغیر میں دیگر مذاہب خصوصاً ہندو مذہب کے ساتھ رہنے کی وجہ سے کچھ رسوم و رواج اور عادات کا حامل بن گیا ہے جس کا مذہب اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ بہت سی ایسی باتیں بھی روزمرہ زندگی میں شامل ہوتی چلی گئیں جن کی شمولیت باعث تکلف اور باعث تکلیف ہوتا تھا۔ اس میں ایک چیز یہ کہ اپنے عزیزوں رشتے داروں کے گھروں میں تکلف سے جانا اور کچھ کھانے پینے کو برا سمجھنا خصوصاً بہن یا بیٹی کے گھروں میں پانی تک پینے کو گناہ سمجھنا۔ قرآن کریم نے ایسی ہر قبیح رسم اور عادت کا کلیۃً قلع قمع کر دیا ہے اور ہر رشتے کو صراحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ یہ سب لوگ جن سے تمہارے رحمی رشتے ہیں تمہارے اپنے ہیں ان کے گھر تمہارے اپنے گھر ہیں۔ ان کے گھروں میں آمد و رفت محبت، مودّت اور مرحمت کے جذبات کو بڑھانے والے ہیں۔ ان رشتوں کو فوقیت دو، ان کے ساتھ محبت اور مروّت کو نہ صرف قائم رکھو بلکہ ان میں اضافہ کرو۔

ہر رشتہ دوسرے رشتے سے جڑا ہوا اور بندھا ہوا ہے۔ کوئی کسی کو کسی سے الگ نہیں کر سکتا۔ انسانی نسل کی بقاء ہی ان رشتوں کی مرہون منت ہے۔ انفرادی حیثیت میں ہم میں سے ہر ایک نہ صرف ان رشتوں سے منسلک ہے بلکہ ان میں سے اکثر رشتوں کا حامل ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی کا باپ، ماں، بھائی، بہن، چچا،

پھوپھی، خالہ، ماموں، بیٹا، بیٹی، اوران سے جڑے دیگر رشتوں کا حامل ہے۔ سواس آیت میں درج حکم ہم میں سے ہر ایک کے لئے ہے۔ اگر ہمیں بحیثیت بیٹا یا بیٹی، باپ اور ماں کے گھروں میں جانے کی اجازت ہے تو بحیثیت باپ یا ماں اپنے بچوں کو گھروں میں آنے دینا اوران کی بنیادی ضروریات پوری کرنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ اسی طرح اگر ہم کو اللہ نے فرمایا ہے اپنے چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں اور بھائی بہن کے گھروں میں جاکران کی پیش کردہ نعماء سے استفادہ کرسکتے ہیں تو بحیثیت چچا، پھوپھی خالہ، ماموں اور بھائی بہن ہم پر اپنے رحمی رشتوں کی مہمان نوازی فرض ہو جاتی ہے۔ مہمان نوازی ایک ایسا وصف ہے جو انسانی اخلاق میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے یہ انبیاء کی صفات میں شامل ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے تعلق میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اکرام ضیف کا صراحت سے ذکر فرمایا ہے۔ نبی کریم ﷺ مہمان نوازی میں اس قدر اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی اس نعمت سے متمتع ہوتے اور فیض اٹھاتے۔

ایک مضبوط خاندانی نظام جس میں رشتوں کی اہمیت مسلّم ہوتی ہے وہ بھی اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ رشتے کو اس کا جائز مقام دیتے ہوئے اس کی خلوت کا خیال رکھا جائے۔ اس لئے ہر رشتے کے حامل افراد کے اپنے علیحدہ گھر ہونے چاہئیں جہاں دوسرے رشتے دار آسانی، سہولت اور بلا تکلفی سے آمدورفت رکھ سکیں۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب فرمودہ 10 نومبر 2006 بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن میں اسی آیت مبارکہ کی تشریح میں فرمایا ''حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں لوگ اکثر اپنے گھروں میں خصوصاً ساس بہو کی لڑائی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔ اگر قرآن مجید پر عمل کریں تو ایسا نہ ہو، فرماتے ہیں دیکھو (یہ آیت جو کھانا کھانے والی ہے) اس میں ارشاد ہے کہ گھر الگ الگ ہوں ماں کا گھر الگ اور شادی شدہ لڑکے کا گھر الگ، تبھی تو ایک دوسرے کے گھروں میں جاؤ گے اور کھانا کھاؤ گے''۔

اسی طرح ایک اور موقع پر فرمایا حضرت مسیح موعودؑ تو محبتیں پھیلانے آئے تھے پس احمدی ہو کر ان محبتوں کو فروغ دیں اکثر گھروں والے تو بڑی محبت سے رہتے ہیں لیکن جو نہیں رہ سکتے وہ جذباتی فیصلے نہ کریں بلکہ اگر توفیق ہے اور سہولتیں بھی ہیں کوئی مجبوری نہیں ہے تو پھر یہی بہتر ہے کہ علیحدہ رہیں۔

ایک اہم نکتہ جو اس آیت میں بیان ہوا ہے وہ ان گھروں سے فائدہ اٹھانے کا ہے جس کی چابیاں یا دوستوں کے گھروں کی چابیاں ہمارے تصرف میں ہیں یعنی اگر کسی نے اپنے گھر کا انتظام وانصرام اپنی غیر موجودگی میں اپنے کسی دوست کے حوالے کیا ہے تو اس گھر میں آمدورفت میں کوئی حرج نہیں۔ بعض اوقات کسی کی غیر موجودگی میں اس کے گھر کے باغ میں لگا پھل مناسب دیکھ بھال نہ ہونے اور وقت پر نہ اتارنے کی وجہ سے گلنے سڑنے اور ضائع ہونے کا احتمال ہوتا ہے اور اس زمانے میں جب کہ ذرائع ابلاغ اور آمدورفت اتنے ترقی یافتہ نہ تھے کہ وقت پر اجازت لینی آسان ہوتی تو اللہ تعالیٰ نے یہ اجازت دی کہ ایسی صورتحال میں اگر تمہارے پاس گھروں کے اندر جانے کے ذرائع ہیں تو کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے دوستوں کے گھروں سے کچھ کھالو۔

آغاز میں درج آیت میں آخری پیغام سلامتی پھیلانے کے بارے میں ہے۔ سلام کو رواج دینا معاشرتی لحاظ سے اہم قدم ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کا متن ہے کہ چاہے تم کسی کو جانتے ہو یا نہیں اس کو بھی سلام کرو، گھروں میں داخلے کے وقت سلام کہنا اور چلتے پھرتے دوسروں پر سلامتی بھیجنا اللہ تعالیٰ کا ایسا تحفہ ہے جو سراسر دعا ہے۔ بظاہر یہ ایک دو لفظی دعا ہے لیکن بڑے دُوررَس نتائج کی حامل ہے اور عظیم الشان نتائج پیدا کرنے والی ہے کیونکہ سلام کے لفظ کے پیچھے خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی کا وعدہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ

'' جب تم کسی بھائی کو سلام کہتے ہو تو تم نہیں کہتے بلکہ خدا تعالیٰ کی دعا اسے پہنچاتے ہو۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں لوگ عموماً اپنے گھروں میں داخل ہوتے ہوئے السلام علیکم نہیں کہتے گویا ان کے نزدیک دوسروں کے لئے تو یہ دعا ہے لیکن اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں کے لئے نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سارے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ جب بھی اپنے گھروں میں جائیں السلام علیکم کہا کریں۔۔۔۔ سلام کہنا ایک بہت بڑی نیکی ہے اور رسول کریم ﷺ نے اخوت اسلامی کے قیام کے لئے اسے ضروری قرار دیا ہے۔ پس تم کسی بات کو معمولی اور چھوٹی سمجھ کر نہ چھوڑو بلکہ اس کی نگہداشت کرو''۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 405-406)

الغرض معاشرے کی خوبصورتی میں اپنی دینی تعلیمات کے مطابق اگر ہم کماحقہٗ عمل کرنے کا ارادہ کرلیں تو ایک حسین معاشرے کی تشکیل میں ممد ومعاون ثابت ہوسکیں گے۔ خدا تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اعلیٰ اخلاقی قدریں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر کبیر جلد ششم میں اس آیت سے متعلق نہایت خوبصورت اسلامی تعلیمات کی احسن تفسیر بیان فرمائی ہے۔ بہنوں سے اس سے مستفیض ہونے کی درخواست ہے۔

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

رضیہ سلطانہ_____کیلگری ساؤتھ

آؤ درود پڑھ کر کریں اس نبی کی بات ہے جس کی ذات باعثِ تخلیقِ کائنات
جس کی ضیاء سے چھٹ گئیں تاریکیاں تمام رُوئے زمیں پہ چھا گئیں جس کی تجلیات

مولانا ظفر صاحب مرحوم کے اِس شعر کے ساتھ اپنی بات کا آغاز کرتی ہوں۔

21 جون 2016ء دوپہر 3 بجے کا وقت، سخت گرمی اور اوپر سے روزہ۔ میرے بیٹے کے دوست کا فون آیا کہ میں فلاں جگہ پر ہوں میری گاڑی لاک ہوگئی ہے اور اُس کے پاس دوسری چابی نہیں ہے۔ میں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اپنے دوست سے کہو کہ درود شریف پڑھے! انشاءاللہ، اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کرے گا۔ قریباً ایک گھنٹہ کے بعد اس کے دوست کا فون آیا اور اس نے بتایا کہ کوئی آدمی آیا اور اس نے اس کی گاڑی کھول دی ہے۔ اور ساتھ ہی اس لڑکے نے کہا کہ آئندہ جب بھی کوئی پریشانی یا پھر کسی بات پر غصہ ہو گا وہ ہمیشہ درود شریف پڑھے گا۔ تب اس ناچیز نے اپنے ناقص علم کے مطابق اپنے بیٹے کو سورۃ الاحزاب آیت 57 کی اہمیت بتاتے ہوئے اُسکے برکات و فوائد سے آگاہ کیا۔ اور اسی مطمح نظر کے ساتھ اسے بار بار کثرت سے درود شریف پڑھنے کی تلقین کی۔

یہ آیت مبارکہ اس طرح ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

ترجمہ۔ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجا کرو۔

18 جون 2008 حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت النور کیلگری کا سنگِ بنیاد رکھا۔ تقریب سے فارغ ہونے کے بعد ہم اپنے گھر جاتے ہوئے راستے میں ایک سٹور پر رُکے تو ہمارے ساتھ ہی ایک گاڑی آکر رُکی۔ موصوف ڈرائیور صاحب پگڑی، سرمہ، ناف تک داڑھی اور ٹخنوں سے اونچی شلوار سے کوئی مولانا ہی لگے تھوڑی دیر کے بعد برقعہ میں ملبوس ایک عورت گاڑی سے نکل کر سٹور میں داخل ہوئی۔ دو معصوم سے پیارے پیارے بچے اپنی ماں کی تقلید میں فوراً ہی گاڑی سے باہر نکل آئے۔ چابی گاڑی میں تھی اور یوں گاڑی اندر سے لاک ہوگئی۔ بچوں کو گاڑی سے باہر دیکھ کر وہ عورت فوراً گاڑی کی طرف بھاگی مگر بے سود۔ خیر اُس نے مجھ سے ہماری گاڑی کی چابی مانگی اور اسی طرح اور بھی کئی لوگ آتے گئے اور سب نے اپنی اپنی سی کوشش کر ڈالی۔ لاک سمتھ سے رابطہ کیا تو اس نے 2 گھنٹوں کا ٹائم دیا نیا علاقہ بن رہا تھا ہم نے کوشش کر کے ایک تار ڈھونڈی مگر اس سے بھی کوئی مسئلہ حل نہ ہوا۔ اس عورت کے پاس رونے اور پریشان ہونے کے سوا کچھ نہ تھا۔ چنانچہ میں نے اُس عورت کو درود شریف پڑھنے کے لیے کہا اور خود بھی پڑھنا شروع کیا۔ اچانک کہیں سے ایک ریڈ انڈین شراب کے نشے میں جھومتا ہوا آنکلا۔ اس نے بغیر کسی سے کچھ پوچھے اور کہے وہ تار پکڑی اور گاڑی کو کھول دیا۔ دوسری طرف ان مولانا صاحب نے شائد لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے اپنی بیوی پر باقاعدہ غصہ کا اظہار تو نہیں کیا مگر پوری ایمانداری سے اُسے جھنجھوڑا اور بہت دیر تک اُس پر اظہارِ ناراضگی کرتے رہے۔ جونہی اُن کی گاڑی کھلی عورت فرطِ جذبات سے میرے گلے لگ کر خوب روئی آنسوؤں کے ذریعہ اُس نے اپنے دل کی بھڑاس نکال لی اور میں نے مسجد کے سنگِ بنیاد کی خوشی میں ملنے والی مٹھائی اُسے اور اس کے بچوں کو کھلائی۔ حضورِ انور کی آمد اور مسجد کے سنگِ بنیاد کی نوید سنائی۔ وہ بار بار شکریہ اور جزاک اللہ کہتی ہوئی اپنی گاڑی میں جا بیٹھی۔ اور ہم بھی اپنے آقا کی آمد و دیدار کے ساتھ اپنی مسجد کے سنگِ بنیاد اور درود شریف کے فضائل و برکات کے مزے لوٹتے ہوئے اپنے گھر آگئے۔ پیاری بہنو! یقیناً درود شریف پڑھنے کی بہت سی برکات سے آپ بھی مستفید ہوئی ہوں گی۔ اس لیئے اپنی زندگی میں ملنے والی اس انمول نعمت سے بھر پور فائدہ مند ہوں اور ہر لحہ درود شریف کو وردِ زباں رکھیں تا ہماری زندگیاں اس نور پُر نور سے ہمیشہ معطر رہیں۔ آمین۔

اردو سیکھنا اہم کیوں ہے اور اردو سیکھنے کے فوائد کیا ہیں؟

عیشہ احمد چوہدری----پیس ویلج سنٹر ایسٹ

اردو ایک بہت پرانی زبان ہے جو کہ تقریباً ایک ہزار سال پہلے شروع ہوئی تھی۔ یہ زبان فارسی اور عربی کو ملا کر شروع ہوئی۔ یہ زبان پنجاب اور ارد گرد کے کچھ علاقوں میں بولی جاتی تھی۔ اب یہ ایک ایسی زبان ہے جو دنیا بھر میں بولی جاتی ہے۔ دنیا میں تقریبا100 ملین لوگ اردو بولتے ہیں۔

آج ہم احمدی بہت خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اس وقت کے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ماننے کی توفیق ملی ہے۔ آپؑ نے 80 سے زائد کتابیں لکھیں اور ان میں سے زیادہ تر کتب اردو میں لکھی گئی ہیں۔ انہیں لکھنے کا مقصد اسلام کے حقیقی پیغام کی تبلیغ کرنا اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنا تھا۔ ہم ان کتب سے فائدہ تبھی اُٹھا سکتے ہیں جب ہم اردو زبان جانتے ہوں گے۔

آج کے دور میں ہماری سب سے اہم ذمہ داری اسلام کا حقیقی پیغام پوری دنیا تک پہنچانا ہے۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتابیں اردو میں لکھی ہیں تو ہم اسے کیسے پڑھیں گے؟ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس زبان کو دل و جان لگا کر سیکھیں۔ ان کتب سے ہم تبھی حقیقی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں جب ہم وقت کے نبی کی زبان کو نہ صرف جانتے ہوں بلکہ اس کو سمجھ کر اس پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لیے کوشش کریں گے۔ ان کتب کا ترجمہ اگرچہ مختلف زبانوں میں بھی ہو چکا ہے لیکن جو اثر اردو زبان کی تحریر میں ہے وہ تراجم میں کہاں!

کینیڈا میں رہنے والے لوگ ایک سے زیادہ زبانیں پڑھنا لکھنا جاننا چاہتے ہیں۔ بہت سے لوگ فرانسیسی سیکھ رہے ہیں تا کہ وہ بہتر ملازمت حاصل کر سکیں۔ وہ لوگ اگر اردو سیکھ کر احمدیت کا پیغام دنیا میں پہنچائیں تو وہ بہت مفید ہو گا۔ آپ اُردو میں کتابوں کو پڑھ سکتے ہیں اور پھر اسلام کا پیغام پہنچاتے ہوئے ثبوت کے ساتھ اسلام کے حقیقی اور امن کا پیغام پہنچا سکتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 2 جولائی 1993 میں فرماتے ہیں:۔

عربی کے بعد خدا سب سے زیادہ اردو زبان میں ہمکلام ہوا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کو بھی پہلے نمبر پر عربی اور پھر اردو میں الہامات ہوئے ہیں اور الہامات کی بھاری تعداد ہے۔ پس حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اسی وجہ سے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ یہ زبان بھی اب کبھی نہیں مرے گی اور احمدیت کی اشاعت کے ساتھ لازم ہے کہ یہ زبان پھیلتی چلی جائے کیونکہ الہامات کے علاوہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی اکثریت اردو میں ہے اور اگرچہ کلیتاً قرآن اور سنت اور حدیث پر مبنی مضامین بیان ہوئے ہیں اور آپؑ نے ایک شعشہ بھی اپنی طرف سے زائد نہ کیا لیکن جس زبان میں بیان کیا وہ اردو ہے۔ پس عربی کے بعد ہمیں اردو کو اہمیت دینی چاہیئے"۔

وہ لوگ جو کسی دوسرے مذہب سے احمدیت قبول کرتے ہیں وہ اپنی پوری کوشش کرتے ہیں اردو میں بات کرنے کی۔ وہ اردو پڑھنے اور اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر وہ لوگ اپنی پوری کوشش کر کے بول سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں؟ ہمارے والدین اگر اردو بولتے ہیں تو ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اردو سیکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات پر عمل کرنے کی پوری توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آہ! میرا پیارا ساتھی

امتہ المومن- وینکور سرے ویسٹ

بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی

اِک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

آہ میرا پیارا جیون ساتھی ‘میرا دوست ‘میرا ہمدرد ‘میرا رہنما، میں اُنہیں جس بھی نام سے پُکاروں وہ اُس پر سو فیصد پُورے اترتے ہیں۔

1996ء میں میری شادی فضل الرّحمٰن صاحب سے ہوئی۔ وہ اپنے نام کی طرح مجھ پر ظاہر ہوئے۔ یعنی خدا کا فضل بن کر میری زندگی میں اتنی آہستگی اور اعتماد سے داخل ہوئے۔ اور ہر معاملے میں میری ایسی رہنمائی کی کہ میں حیران رہ گئی اور بغیر سوچے سمجھے اُن کے دکھائے ہوئے راستے پر چلنے لگی۔

میرے میاں کی شخصیت ایسی پُرکشش تھی کہ جو بھی اُن سے ایک دفعہ مل لیتا وہ اُن کی ذات کا دیوانہ ہو جاتا۔ ایک ہمدرد بیٹا‘ پیارا بھائی‘ اچھا داماد ‘مکمل شوہر ‘بہترین والد‘ مخلص دوست یعنی کسی بھی رشتے کے حوالے سے دیکھیں تو ایسا لگتا تھا کہ اُن سے بہترین رشتہ کوئی نبھا نہیں سکتا۔

میرے شوہر پنجوقتہ نمازی اور مخلص احمدی تھے۔ حقوق العباد ایسے ادا کرتے جیسے یہی اُن کا مذہب ہو۔ لوگ کہتے ہیں کہ کسی ایک کے چلے جانے سے زندگی نہیں رک جاتی لیکن یہ کوئی نہیں جانتا کہ لاکھوں کے مل جانے سے بھی اُس جانے والے کی کمی پوری نہیں ہوتی۔

میرے میاں کو شوگر کا عارضہ لاحق تھا مگر کوئی خاص بیماری نہ تھی۔ آہستہ آہستہ شوگر نے جگر پر اثر کرنا شروع کر دیا اور اثر اتنا تیز تھا کہ ہمیں سنبھلنے کا موقع بھی نہ مل سکا۔ مگر میرے میاں نے اپنی تکلیف کو آخری حد تک برداشت کیا صرف اس لئے کہ گھر والوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ 5 فروری 2019ء تک اپنے کام پر گئے طبیعت کی خرابی کی وجہ سے دفتر سے چھُٹیاں لے لیں۔ 13 فروری کو پیٹ میں درد کی وجہ سے ایمرجنسی جانا پڑا تو انکشاف ہوا کہ درد کی وجہ Fluid کا اکٹھا ہونا تھا۔ اگلا جھٹکا یہ لگا کہ جگر آہستہ آہستہ کام کرنا چھوڑ رہا تھا۔ یہ خبر ہم پر بم کی طرح گری۔ پھر ڈاکٹرز نے Liver Transplant تجویز کیا اور انہیں VGH میں شفٹ کر دیا گیا۔ اُس وقت میرے میاں نیم بے ہوشی کی حالت میں تھے۔

اُنہوں نے میری تئیس سال کی رفاقت کا حق ادا کر دیا۔ میرا اتنا کثرت سے ذکر کیا کہ کثرت سے ہسپتال اور سٹاف کے لوگ مجھ سے واقف ہوئے۔ میرے میاں کی یہ محبت اور شفقت جہاں میرے لئے باعثِ سکون ہے کہ میرا خاوند مجھ سے خوش اور راضی گیا دوسری طرف مجھے بے حد بے چین کر دیتی ہے کہ آہ میرا اتنا پیارا ساتھی مجھ سے ہمیشہ کے لئے دور ہو گیا۔

اے گُزرے برس بتا تجھ کو بھولوں کیسے

ترے لمحوں نے میری برسوں کی رفاقت چھینی

پھر معجزہ ہوا اور میرے میاں کو ہوش آگیا اور اُن دو دن کے دوران اُنہوں نے دنیا جہان کی باتیں کیں۔ پہلے دن سے لے کر اُس دن تک کی ہر یاد کو تازہ کیا۔ اپنی والدہ کو خصوصی فرمائش پر ہسپتال بلوا کر ملاقات کی۔ اپنے بچوں کو بہترین نصائح کیں۔ اس آخری وقت میں اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا جماعت سے وابستہ رہنا۔ اپنی بیٹی سے خوب پیار بھری باتیں کیں اور کہا کہ میری بیٹی میری Good Luck ہے۔ دو دن کے بعد آہستہ آہستہ دوبارہ طبیعت بگڑنے لگی اور یکم مارچ کو اُنہیں Ventilator پر ڈال دیا گیا مگر ڈاکٹرز ابھی بھی Transplant کے لئے تیار تھے اور اسی کے لئے Endoscopy کے دوران دل کی دھڑکن بہت آہستہ ہو گئی۔ ہر چیز وہیں روک دی گئی مگر پھر طبیعت نے سنبھلنے کا نام نہ لیا اور 6 مارچ کی شام میرا ساتھی مُجھ سے ہمیشہ کے لئے دور ہو گیا۔

مجھے چھوڑ کر گئے ہو میرا صبر آزمانے

تو سنو کہ اب نہیں ہے مجھے ضبطِ غم کا یارا

مرحوم کے پسماندگان میں دو بیٹے‘ ایک بیٹی اور بوڑھی والدہ شامل ہیں۔

جب ہم اپنی سب سے پیاری چیز کھو دیتے ہیں تو زندگی میں ڈر ختم ہو جاتا ہے جیسے اب کھونے کو کچھ رہا ہی نہ ہو۔ خدا تعالیٰ ہمارا ہر آن حامی و ناصر رہے۔ آمین۔

خدا تعالیٰ میرے شوہر کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ درجہ عطا کرے اور میری اولاد کو اُن کے نقشِ قدم پر چلائے نیز ہمیں ہمّت اور حوصلہ عطا کرے۔ آمین۔

صفحۂ شاعرات

دورانِ سہ ماہی بہت سی بہنوں نے اپنی نظمیں النساء میں اشاعت کے لیئے بھجوائیں۔ تمام نظموں کی اشاعت ممکن نہیں لہٰذا اِس صفحہ کے ذریعہ اُن نظموں کے چُنیدہ اشعار پیشِ خدمت ہیں۔

تہذیبِ نو

نجمہ رزاق_____حلقہ ویسٹن از لنگٹن

مغربی قوم کی تہذیب پہ مٹنے والو
میں نے مانا یہ تمہیں دین سے بھی پیاری ہے

نئی تہذیب میں آرائشِ راحت ہے بہت
کوئی پابندی نہیں دنیاوی لذت ہے بہت

غیر سے لی ہوئی تہذیب کے اے متوالو
کیا یہ اسلام کے حکموں سے وفاداری ہے

کاش ان اونچے مقاصد کو بھی پاسکتے تم
جن کی فتح نئی تہذیب سے بیزاری ہے

خلافت

نصرت نعیم---ایمری ویلج

خلافت خدا کا بڑا اِک انعام
لبالب بھرا نُور سے گویا جام
اخلاص سے جُڑا جو بھی اِس سے
پایا اُسی نے ہے اعلیٰ مقام
ملے اوّلین سے آخر میں ہو کر
وابستہ ہوئے جو اس سے تمام

احمدیت کے نڈر شہیدوں کے نام

نعیمہ مبشر۔ایڈمنٹن ویسٹ

اے شہید وفا، گلشن دلستاں، خون رنگ لائے گا
کرلیں جتنے بھی ظلم یہ اہل ستم، خون رنگ لائے گا
تیری مٹی نے چن چن کے موتی لئے، صد مبارک تجھے
اے میری ارض پاک کرلے جو ہو کرم، خون رنگ لائے گا

آغوشِ مادر

امۃ الباری ناصر-----آٹواہ ایسٹ

دعا دیتے ہیں لب اور لوریاں لہجہ سناتا ہے
مری ماں کے تکلم میں فرشتہ گنگناتا ہے
بدل کوئی نہیں اس کا ۔ خریدا جا نہیں سکتا
جو چین آغوشِ مادر میں کسی بچے کو آتا ہے
تڑپ کر جب بھی مولا کو شبِ غم میں پکارا ہے
وہ ہالے میں دعا کے، ماں کا چہرہ یاد آتا ہے
نمازوں کا مزا لیتی ہوں میں اماں کی چادر پر
پگھل جاتا ہے دل ، ذوقِ عبادت کو بڑھاتا ہے
بھری دنیا میں جب تنہائیاں مجھ کو ستاتی ہیں
مرے ماتھے کو ممتا کا تصور چوم جاتا ہے

میری آنکھیں

غضِّ بصر سے نکھرتی ہیں آنکھیں
جو دل بھر آئے برستی ہیں آنکھیں

جو دل میں چھپا کر میں رکھتی ہوں اکثر
سر عام کہہ دیتی ہیں میری یہ آنکھیں

میں نظر کو ہمیشہ جھکا کر ہوں رکھتی
میرے آبلے نہ دکھا دیں یہ آنکھیں

میں زباں سے جو نہ کہہ سکوں دشمنوں کو
وہ سجدوں میں کہتی ہیں لاچار آنکھیں

جو سجدوں میں آنسو بہاتی ہیں آنکھیں
خدا کا رحم کھینچ لاتی ہیں آنکھیں

الٰہی تو ان پر رحم وکرم فرما
میرے دردمند دل کی ساتھی ہیں آنکھیں

شگفتہ شگفتہ

طاہرہ نسیم۔ریکسڈیل

◊ جوڑوں کا درد کیا ہوتا ہے یہ صرف جوڑ ہی جانتے ہیں۔

◊ چھوٹے چھوٹے الفاظ بھی کبھی کبھی انسان کو تاحیات غلام بنادیتے ہیں جیسے قبول ہے قبول ہے قبول ہے۔

◊ تیرے جانے کے بعد وقت تھم سا گیا تھا بعد میں پتہ چلا اے دوست گھڑی کا سیل ختم ہو گیا تھا۔

◊ خاموشی ایک ایسا زیور ہے جسے عورت تب پہنتی ہے جب سو رہی ہو۔

◊ دینا کا سب سے بڑا تہوار بیوی ہے اُسے ہر تین/چار دن بعد منانا پڑتا ہے۔

◊ ایک صاحب کی اپنی کزن سے شادی ہو گئی۔ چند ماہ بعد اپنی بیگم کا تعارف کرواتے ہوئے بولے، یہ ہیں میری اہلیہ، پہلے میرا اِن سے بلڈ کارشتہ تھا اب بلڈ پریشر کا ہے۔

◊ خاوندوں کی تربیت وقت پر کرلیں تو بچوں کی طرف سے فکر کم ہو جاتی ہے۔

بادام کا حلوہ

آسیہ بُٹر _____ پیس ویلج سنٹر ایسٹ

بادام	1 کپ
خشک دودھ	2 کپ
چینی	پونے 2 کپ
مکھن	300 گرام
چھوٹی الائچی	5 سے 6 ثابت
انڈے	5 عدد

ترکیب: سب سے پہلے بادام، الائچی، انڈے اور چینی کو گرائنڈ کر لیں۔ جگ میں پہلے دو انڈے ڈالیں۔ پھر بادام اور چینی اور الائچی کے دانے اور سب سے اوپر تین انڈے ڈالیں اور سب کو اچھی طرح گرائنڈ کر لیں۔ گرائنڈ کرنے کے دوران بار بار چمچ سے ہلائیں تاکہ اچھی طرح گرائنڈ ہو جائیں۔ اگر چینی کو نہ بھی گرائنڈ کریں تو پھر بھی وہ مکس ہو جائے گی۔ اگر گرائنڈ کرنا چاہیں تو کوئی حرج نہیں۔

نان اسٹک کڑاہی میں مکھن ڈال کر اچھی طرح گرم کر لیں۔ پھر اس میں خشک دودھ ڈال کر بھون لیں۔ جب دودھ کا رنگ ہلکا براؤن ہو جائے تو اس میں گرائنڈ کیا ہوا سارا مکسچر ڈال دیں اور اچھی طرح بھون لیں۔ جب خالی دودھ بھون رہے ہوں تو آنچ ہلکی رکھیں۔ لیکن جب سارا مکسچر شامل کریں تو چولہے کی آنچ تھوڑی سی تیز کر لیں۔ جب بھونتے بھونتے گھی علیحدہ نظر آئے تو چولہے سے اتار لیں۔

اس کو ایک بڑی ٹرے میں پھیلا دیں۔ جب حلوہ ٹھنڈا ہو جائے تو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں کاٹ لیں۔ ان ٹکڑیوں پر پستہ باریک کر کے ڈال دیں۔ مزیدار حلوہ تیار ہے۔ چائے کے ساتھ مہمانوں کو نوش فرمائیں۔

اقوالِ زریں

تیار کردہ: صدیقہ رحمن ظاہر۔۔۔ کیلگری ساؤتھ

☼ کسی کا دل نہ دکھا کہ تیرے پہلو میں بھی دل ہے۔

* اگر کچھ بننا چاہتے ہو تو ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو۔
* دنیا کی عزت حال سے ہے اور آخرت کی عزت اعمال سے۔
* انسانوں میں سب سے اچھا انسان وہ ہے جس کے اعمال اچھے ہیں۔
* طاقتور وہ ہے جو غصّے کو پی جائے۔

تین چیزیں

* تین چیزوں کا احترام کرو والدین، استاد، قانون
* تین چیزوں کو پاک رکھو۔ جسم، لباس، جذبات
* تین چیزوں کے لئے تیار رہو۔ موت، زوال، غم
* تین چیزوں کو حاصل کرو۔ علم، شرافت، حق
* تین چیزوں کو قابو میں رکھو۔ زبان، قلم، دل

صفحہ تیار کردہ: طاہرہ نسیم۔ ریکسڈیل

صفحۂ ناصرات

وقت ایک قیمتی شے ہے۔

ایک عقلمند بادشاہ نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ ایک ماہ کے اندر اندر 4 احمق ترین لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا جائے ورنہ تمہیں دربار سے نکال دیا جائے گا۔ ایک ماہ میں وہ وزیر صرف دو احمق لوگوں کو لے کر حاضر ہوا۔ بادشاہ کو غصہ آگیا کہ باقی دو کدھر ہیں؟ تم نے ایک ماہ کا وقت بھی لیا لیکن کام مکمل نہیں کیا وزیر بولا بادشاہ سلامت پہلے مجھے ان دونوں کو احمق ثابت کرنے دیں۔ پھر باقی دونوں کو بھی فوراً حاضر کر دوں گا۔ بادشاہ نے اجازت دے دی۔ وزیر بولا پہلا شخص نالے میں پانی نہ ہونے کے باوجود اپنے بیل اور اس پر لادے سامان اور اہل خانہ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر پار کروا رہا تھا۔ اور دوسرے احمق نے اپنی چھت پر بیج بوئے تھے اور چارہ اُگنے پر روز اپنی بھینسوں کو سیڑھیوں سے اوپر لے جاتا تھا اور واپس بھی اتار کر لاتا تھا بادشاہ نے کہا تم نے ٹھیک احمق ڈھونڈے ہیں اب باقی دو احمق کہاں ہیں؟

وزیر بولا بادشاہ سلامت مجھے دربار میں لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے رکھا گیا ہے لیکن پچھلے ایک ماہ سے میں اپنا کام چھوڑ کر یہ احمقانہ کام کر رہا ہوں کہ احمقوں کو ڈھونڈ رہا ہوں تو تیسرا احمق میں خود ہوا۔ بادشاہ غصے سے بولا تو چوتھا احمق کہاں ہے؟ وہ بولا جان کی امان پاؤں تو عرض کروں کہ سب سے بڑے اور چوتھے احمق آپ خود ہیں کہ پوری سلطنت کے امور چلانے کے لئے قابل ترین افراد تلاش کرنے کی بجائے آپ احمقوں کی تلاش میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنا قیمتی وقت ضائع کر رہے ہیں۔ بادشاہ یہ سن کر مسکرایا اور آئندہ کے لئے نصیحت حاصل کی۔

- وقت ضائع کرنے کے دو نقصانات بیان کریں؟
- وقت ضائع کرنے سے بچنے کے لئے دو آسان طریق بتائیں؟
- وقت ضائع کرنے سے ہونے والے نقصانات کے بارے میں دو محاورے بیان کریں؟

بوجھو تو جانیں

1. وہ کون سا جہاز ہے جو اُڑ نہیں سکتا؟
2. کس بلڈنگ میں سب سے زیادہ سٹوریز ہوتی ہیں؟
3. کس چیز کی آنکھ ہوتی ہے لیکن وہ دیکھ نہیں سکتی؟
4. ایک آدمی کے ایک ہاتھ کی چھ اور دوسرے ہاتھ کی صرف چار انگلیاں ہیں۔ سب لوگ اسے "مٹھو" کہہ کر بلاتے ہیں کیوں؟
5. ایک مرد اور ایک عورت کہیں جا رہے تھے ایک شخص نے ان کا آپس میں رشتہ پوچھا تو وہ مرد بولا، اس کا سسر میرے سسر کا باپ ہے۔ بتایئے ان کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

رشتے تلاش کریں

ا	ب	ک	گ	ل	م	ن	و	ء
پ	ب	ھ	ا	ن	ج	ی	ف	س
ط	ن	د	ا	م	ا	د	ٹ	ج
س	ش	ص	ز	ب	م	ی	ل	ی
ہ	م	ز	ل	ف	ھ	ن	و	ٹ
ق	ف	س	ہ	ی	ل	ی	س	ھ
گ	چ	ح	ح	ے	ء	م	گ	ق

جوابات کسی اور صفحہ پر تلاش کریں

Discover Your Beauty

Makeup by Amna Rafiq

Bridal Makeup
Party Makeup
Special Occasions
Editorials
Makeover
Eyebnows/Eyelashes
Hairstyling

BOOK NOW!!
20%
Off First Visit

AMNA RAFIQ
DISCOVERYOURBEAUTY
DISCOVERYOURBEAUTY

Free Consultations.
For more information, please call 647 280 5362

قرّۃ اعین

ناصرہ حفیظ صاحبہ اہلیہ حفیظ احمد صاحب سرے ساؤتھ وینکوور سے لکھتی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے میرے بیٹے عزیزم منور ذیشان اور بہو عزیزہ راشدہ منور صاحبہ کو مؤرخہ 20 نومبر 2019ء کو بیٹی کی نعمت سے نوازا ہے۔ بچی کا نام صُوفیہ ذیشان تجویز ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ پیار ا اور دِلرُبا تحفہ فقط اُس کے فضلوں کی بارش کا فیضان ہے۔ خدا کرے کہ اس بچی کی آمد ہمارے دلوں کے لیئے تسکین و راحت کا موجب ہو اور اِسے نیک اور خادمِ دین بنائے۔ آمین۔

Buy, Sell & Rent with Trust

Looking for Your
DREAM
HOME?

FAHIM AHMED
SALES REPRESENTATIVE

CELL: (647) 606 5557
Office: (905) 265 2200

Email: Faheembajwa@gmail.com
Website:www.remaxmillennium.ca

Address: #25-81 Zenway Blvd
Woodbridge, ON L4H 0S5

RE/MAX

Serving Communities in
Vaughan, Richmond Hill, Aurora,
New Market, Bradford, Innisfil, Barrie

کینیڈا فرسٹ ایمیگریشن

تمام ایمیگریشن سروسز کے ساتھ آپ کی خدمت میں

10 سال کا وسیع تجربہ اور لاتعداد کامیابیوں کے ساتھ

ہماری سروسز

- ریفوجی کیسز بمہ لیگل ایڈ /وکیل
- ریفوجی اپیلز
- اپیلز PR/ ایپلیکیشن
- وزٹ ویزا
- سٹیزن شپ ایپلیکیشن
- ورک پرمٹ
- فیملی سپانسرشپ
- ایکسپریس انٹری
- فیڈرل کورٹ میں لیو کی اپیل
- پرووِنشل نومینی پروگرام

اگر آپ کے لیے بار بار ڈاون ٹاون یا دور جانا مشکل ہے تو (Stelees & Jane) پر واقع ہماری قریبی لوکیشن سے فائدہ اُٹھایئے
نئے آنے والوں اوررفیوجی کیس کرنے والوں کے لیے پیس ویلیج سے 10 منٹ کے فاصلے پر تمام سہولیات مہیا
آفس سے ہی کال کر کے آپ کے لیے لیگل ایڈ/ وکیل کا انتظام اور ویلفیئر وغیرہ کے لیے بھی مدد کی جاتی ہے
بزرگ، بیمار یا معذور افراد کے لیے گھر پر کاغذات کی فراہمی اور تکمیل کی سہولت بھی مہیا کی جاتی ہے

Call Now to Book an Appointment

Nasir Mahmood **(905) 672-2727**
Certified Immigration Consultant
4101 Steeles Ave, West, Unit 200 Toronto , M3N1V7

iccrc

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۵﴾

'Our Lord, grant us of our wives and children the delight of our eyes, and make us a model for the righteous.

اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِی

Nikah is my Sunnat

نکاح میری سنت ہے

Looking for a Rishta?

کیا آپ رشتہ کی تلاش میں ہیں ؟

We can help!

Department of Rishta Nata is here to help you find a suitable match. Contact us or visit our website to submit your application.

شعبہ رشتہ ناطہ آپکی مدد کر سکتا ہے

آج ہی رشتہ ناطہ کی ویب سائیٹ پر اپنے

کوائف کا اندراج کریں۔

Our website is:

~SIMPLE ~SECURE ~CONFIDENTIAL

For more information please contact us.

info@rishtanata.ca

1-855-5RISHTA(74-7482)

WWW.RISHTANATA.CA